بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ نزل احسن الحدیث القرآن

ہفت روزہ
اہلِ حدیث لاہور

مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث پاکستان کا ترجمان

مسلکِ اہلِ حدیث کا داعی

جلد: 48 | ۸تا۱۴رجب۱۴۳۸ھ 7تا13اپریل2017ء | شمارہ: 14

بیاد
حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ



اسلامی اتحادی افواج



وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا



جنرل راحیل شریف کا متحدہ فوج کا سربراہ بننا پاکستان کے لیے اعزاز کی بات ہے۔

امیر محترم پروفیسر سینیٹر ساجد میر حفظہ اللہ

نظریۂ پاکستان

حصولِ پاکستان کے مقاصد کیا تھے؟!



دینی تعلیم

علوم اسلامیہ کی تحصیل فلاحِ دارین کا بہترین ذریعہ!



پڑوسی کے حقوق اور ہمارا معاشرہ!



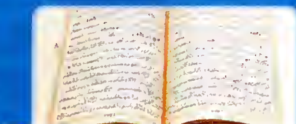
قرآن و سنت کی روشنی میں



ایک مسئلہ وراثت......؟!



مردوں کیلیے مہندی کا استعمال......؟!



قرآنی اجزاء، رکوع اور منازل کی تقسیم؟!



درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

متاع دنیوی و متاع اُخروی

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝۱۴﴾ (ال عمران)

''مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کردی گئی ہے جیسے عورتیں اور بیٹے، سونے اور چاندی کے جمع کیے گئے خزانے، نشان دار گھوڑے، چوپائے اور کھیتی، یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور (جبکہ) لوٹنے کا اچھا ٹھکانا تو اللہ ہی کے پاس ہے۔''

انسان کے لیے یہ دنیا ایک دارالامتحان ہے اور یہ واحد ایسا امتحان ہے جس کے تمام سوالات ممتحن نے بتلا دیئے ہیں تاکہ انسان ان سوالات کی روشنی میں تیاری کر کے جیت اور کامیابی کا حقدار ٹھہرے۔ آیت مذکورہ میں ان اشیاء و اسباب کی طرف اشارہ ہے جو انسان کو اس امتحان کے دوران تیاری سے غافل رکھنے کا باعث بنتے ہیں۔ دنیوی متاع اور خواہشات نفس سے مستفید ہونا ایک فطری بات ہے اور اسلام اس سے منع نہیں کرتا، لیکن صرف ان کے حصول میں مگن رہنا اور خواہشات کا غلام بن کر مقصد حیات اور اُخری وابدی متاع کو بھول جانا انسان کے لیے نقصان کا باعث ہے جس سے منع کیا گیا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن کریم میں متاع دنیوی اور اُخروی کا موازنہ کر کے انسان کو تنبیہ کی ہے کہ وہ اپنی ابدی کامیابی سے باخبر رہے:

﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝۳۷ وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۳۸ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝۳۹ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝۴۰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝۴۱﴾

''اور جس شخص نے سرکشی کی ہوگی اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہشات کی پیروی سے روکا ہوگا تو اس کا ٹھکانا جنت ہے۔''

حقیقت کو کھول کھول کر بیان کر دینے کے باوجود یہ حضرت انسان اللہ کی تنبیہ پر کان نہیں دھرتا اور دنیا میں ہی مگن رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اس رویے کے بارہ میں آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۱۶ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ۝۱۷﴾ (الاعلیٰ)

''لیکن تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اگرچہ تمہارے لیے آخرت کی زندگی بہت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔''

گویا قرآن کریم نے بارہا انسان کو آگاہ فرمایا ہے کہ دنیوی متاع اور عارضی آرام میں محو ہو کر اُخروی متاع اور ابدی راحت سے غافل رہنا انسان کے شایان شان نہیں حقیقی فائدہ کے لیے عارضی راحت کو قربان کر دینا گھاٹے کا سودا نہیں ہے اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ ان دونوں خیارات میں سے اس کو اختیار کرے جو اس کے لیے دائمی فائدے اور راحت کا سامان فراہم کرے چاہے اس میں کچھ وقتی سکون کی قربانی ہی کیوں نہ دینا پڑے۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی حفظہ اللہ

رجب کا مہینہ اور بدعات

قرآن وحدیث میں رجب کے مہینے کی کوئی امتیازی خصوصیت بیان نہیں ہوئی صرف اتنا ہی ہے کہ حرمت والے چار مہینوں میں سے رجب ایک مہینہ ہے۔ یہ بھی معروف ہے کہ رجب کے مہینے میں حضور اکرم ﷺ کو معراج ہوا مگر اس کے ثبوت کے لیے بھی کوئی صحیح اور مستند حدیث نہیں ہے۔ اس مہینے میں کوئی مخصوص عمل کرنے کا ثبوت بھی کتاب وسنت سے نہیں ملتا۔

27 رجب کو معراج کا روزہ رکھنا اور اس مہینے میں کثرت سے روزے رکھنے کا ثبوت بھی نہیں ہے۔ ہاں اکثر لوگ ثواب سمجھ کر یہ کام کرتے ہیں۔ شب معراج کو مساجد میں چراغاں کیا جاتا ہے اور محافل نعت ومجالس وعظ منعقد کی جاتی ہیں۔ آتش بازی کا اہتمام کیا جاتا ہے' یہ تمام امور خود ساختہ ہیں اور خود ساختہ اعمال پر ثواب مرتب نہیں ہوتا۔ ان رسومات سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بعض لوگ زیادہ اجر حاصل کرنے کے لیے رجب کے مہینے میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں حالانکہ زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے کوئی خاص مہینہ متعین نہیں ہے' زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے دو شرطیں ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ایک سال گزر جائے اور دوسری شرط مال اپنی مقرر کردہ حد یعنی نصاب کو پہنچ جائے۔ اگر کسی کے مال پر رجب کے علاوہ کسی مہینے میں سال پورا ہوتا ہے تو وہ اس وقت زکوٰۃ دے گا لہٰذا رجب کو زکوٰۃ کا مہینہ قرار دینا بھی قرآن وسنت سے ثابت نہیں۔

اہم واقعات: رجب کے مہینے میں بعض اہم واقعات رونما ہوئے ہیں' مگر کسی کو بھی رسول اللہ ﷺ نے تہوار کے طور پر نہیں منایا۔ مثلاً رجب 6ھ میں حبشہ کی پہلی ہجرت وقوع پذیر ہوئی جس میں سیدنا عثمان' سیدہ رقیہ' سیدنا زبیر' سیدنا عبدالرحمن بن عوف' سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدہ ام سلمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شریک تھے۔ رجب میں ہی 10 نبوت میں حضور ﷺ کے چچا ابوطالب نے وفات پائی۔ رجب 2 ہجری میں نبی ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن جحش کو رہبر سریہ بنا کر 12 مہاجرین کے ساتھ نخلہ کی جانب روانہ کیا۔ یکم رجب 9ھ میں نبی ﷺ نے 30,000 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تبوک کی جانب روانہ ہوئے۔ رجب 9 ہجری میں ہی شاہ حبشہ نجاشی فوت ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ 4 رجب 12ھ کو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عراق میں انبار کا علاقہ فتح کیا۔ 24 رجب 12ھ میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دومۃ الجندل فتح کیا۔ 5 رجب سن 15ھ کو جنگ یرموک کا فیصلہ کن معرکہ ہوا۔ اس معرکے میں رومیوں کے ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد فوجی مارے گئے۔ 22 رجب سن 60 ہجری بروز جمعرات سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر زمام حکومت یزید نے سنبھالی۔ رجب 141ھ میں عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے شہر بغداد کی بنیاد رکھی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے واقعات رونما ہوئے۔ موجودہ دور میں جماعت اہل حدیث کے روح رواں علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ 22 رجب 1407ھ / 23 مارچ 1987ء کو قلعہ لچھمن سنگھ لاہور میں ایک بم دھماکے میں شدید زخمی ہوئے اور 29 رجب / 30 مارچ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور بقیعا لغرقد مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔ ان تمام واقعات کی صحت کے باوجود شریعت کسی بھی واقعہ کو تہوار کے طور پر ثواب کی نیت سے منانے کی اجازت نہیں دیتی۔

سکون قلب کی تلاش میں!

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج ہمارا معاشرہ کئی حوالوں سے جس تیزی کے ساتھ رو بہ زوال ہے اس کے تصور تک سے دل کانپ اٹھتا ہے۔ خرابی ایک ہو تو اس کی اصلاح کی صورت جلد پیدا ہو جاتی ہے۔ یہاں تو ''تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا نہم'' کی صورت حال سے ہم دو چار ہیں۔ اخلاقی قدریں دم توڑ چکی ہیں۔ دغا' فریب' خود غرضی' چوری' ڈاکہ زنی' جنسی بے راہروی' عیاشی' ناانصافی' جوا بازی' شراب نوشی' ملاوٹ اور جھوٹ کی گرم بازاری ہے۔ الغرض کونسی برائی ہے جس سے ہمارا معاشرہ آلودہ نہیں؟ یہاں مغرب کی وضع قطع اور لباس میں تقلید کے ساتھ ساتھ نظریات بھی اپنائے جا رہے ہیں۔ لبرل ازم کا بڑا شور ہے۔ غیروں نے تو اسلام کی خوبیوں کو اپنا کر ترقی کی ہے ہم ان کی برائیوں کو اپنا کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ فیشن زدہ خواتین بازاروں میں جس طرح زیب و زینت کا مظاہرہ کرتی ہیں حیاء وعفت اپنا سا منہ لے کر رہ جاتی ہے۔ کاروباری اور فلمی اشتہارات کے لیے عورت کی تصاویر اس کی تذلیل ہے۔ عورت تو چراغ خانہ تھی جو رونق محفل بن کر رہ گئی ہے۔ مغرب کے ترقی پسند معاشرے نے عورت پر اس قدر ناروا ذمہ داریاں ڈال دی ہیں کہ اس کے لیے اپنے دامن عفت کی حفاظت کرنا بھی مشکل ہے۔ یہ اسلام ہی کا فیضان ہے کہ اس نے عورت کو وہ مقام دیا ہے کہ جنت بھی اس کے قدموں تلے رکھ دی ہے۔

افسوس کی بات یہ بھی ہے کہ معاشرے میں برائیاں پنپ رہی ہیں مگر اصلاح احوال کے لیے ہم فکر مند اور کوشاں نہیں۔ مسلمان کے لیے لازم تو یہ ہے کہ جب وہ کوئی برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے۔ اگر اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو دل سے ہی برا سمجھے' یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ معاشرے کے بناؤ اور بگاڑ کا انحصار بڑی حد تک اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ ہم میں سے ہر فرد کس حد تک اصلاح احوال کے لیے اپنے ذرائع استعمال کرتا ہے۔ ہمیں یہ تسلیم ہے کہ اخلاق وکردار کے حوالہ سے ہم میں بہت سی کمزوریاں موجود ہیں۔ مگر احساس زیاں کی بھی کوئی چنگاری سلگتی نظر نہیں آتی۔ ستم ظریفی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہم غافل ہو چکے ہیں۔ اسی لیے سکون قلب کی تلاش میں ہیں اور بے اطمینانی کے سائے بڑھتے جا رہے ہیں۔ لوگ سکون قلب کو شراب' موسیقی' ڈراموں اور کلب کی چار دیواری میں تلاش کرتے ہیں حالانکہ یہ دولت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہاتھ آتی ہے۔ ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ﴾ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا﴾ کہ ''جو ہمارے ذکر سے اعراض کرتا ہے ہم اس کی گزران تنگ کر دیتے ہیں۔''

افسوس کی بات ہے کہ آج ہم دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں' کبھی وہ وقت تھا کہ دین ہماری پوری زندگی کا رہبر تھا اور ہم دنیا کے رہبر تھے۔ آج ہم غیروں کے دست نگر ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس کا سبب یہی ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں رہے۔ ایسی صورت میں ہی ارضی وسماوی مصائب یعنی کبھی زلزلہ اور کبھی سیلاب سے دو چار ہو جاتے ہیں۔ ضرورت یہ ہے کہ کتاب وسنت کے احکامات کو اپنے فکر وعمل کا محور بنا لیں اور اپنے قول وفعل میں مطابقت پیدا کریں۔ علماء کرام پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اصلاح معاشرہ کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دیں اور قوم کو بتا دیں کہ ہر قوم کی تعمیر حیات اخلاقی وروحانی بنیادوں پر اٹھائی جاتی ہیں۔ اگر یہ بنیاد اور اساس متزلزل ہو جائے تو ساز وسامان کی فراوانی اور افراد کی کثرت کسی قوم کو تباہی سے نہیں بچا سکتی۔

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ جناب رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

اس شمارہ میں

ادارہ سے جملہ خط وکتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ''اہل حدیث'' دفاتر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
E-mall: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زر تعاون بھیجنے کے لیے
میزان بینک، برانچ کوڈ: 0211 اکاؤنٹ نمبر: 0100270239

بدل اشتراک

سالانہ	600/- روپے
ششماہی	350/- روپے
بذریعہ وی پی	650/- روپے
بیرونی ممالک	6000/- روپے
فی پرچہ	20/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ''دلسٹر پرنٹ ان'' شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

جنرل راحیل شریف کا اسلامی اتحاد کی فوج کا سربراہ بننا پاکستان کے لیے اعزاز کی بات ہے۔ امیر محترم

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ جنرل (ر) راحیل شریف کا اسلامی اتحاد کی فوج کا سربراہ بننا پاکستان کے لیے اعزاز کی بات ہے۔ سعودی حکومت کی درخواست پر حکومت پاکستان کی رضامندی کا اظہار خوش آئند ہے۔ راحیل شریف کے اس منصب کی مخالفت کرنے والے کل تک انکی خوشامد کیا کرتے تھے۔ راحیل شریف کی صورت میں اسلامی فوج کی سربراہی سے ملت اسلامیہ کی یکجہتی متاثر ہونے کی بات میں کوئی وزن نہیں۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ یہ اعزازی منصب ہے جس سے ان کی تکریم کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپنی تاریخ میں پہلی بار سعودی عرب سیاسی اور فوجی خود کفالت کی طرف چل پڑا ہے۔ یمن کی جنگ اس نے کسی غیر ملکی مدد کے بغیر ہی لڑی ہے۔ اگرچہ عرب امارات اور قطر اس جنگ میں سعودی عرب کے ساتھ ہیں لیکن ان کی امداد بہت مختصر سی ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ پاکستان کے سعودی عرب سے تعلقات راحیل شریف کی وجہ سے مزید بہتر ہوں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ بعض عناصر پاکستان کے سعودی عرب بلکہ ترکی سے بھی تعلقات ختم کرانا چاہتے ہیں اور چین بھی ان کے ذہن میں زہریلے کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے۔ یہی عناصر اب جنرل راحیل پر تنقید کر رہے ہیں اور بالکل غیر ضروری طور پر کر رہے ہیں کیونکہ کوئی ایسی اسلامی فوج نہیں جو کسی ملک کے خلاف جنگ کرنے والی ہے۔

۲۸ویں آئینی ترمیم میں دہشت گردی کو مذہب کے ساتھ جوڑنا نامناسب ہے۔ پروفیسر ساجد میر

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ 28 ویں آئینی ترمیم میں دہشت گردی کو مذہب کے ساتھ جوڑنا نامناسب ہے۔ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ حکومت نے پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے دباؤ میں دہشت گردی کی تعریف و مذہب کے ساتھ جوڑا ہے تاکہ سندھ اور کراچی میں انکے کارکنوں کی منفی سرگرمیاں دہشت گردی کی تعریف میں نہ آئیں۔ ہمارا موقف بڑا واضح ہے کہ دہشت گردی دہشت گردی ہوتی ہے، اسکا تعلق مذہب، مسلک اور سیاست سے نہیں ہوتا۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے فوجی عدالتوں کے قیام میں ہم نے ترمیمی بل کی حمایت کی ہے مگر دہشت گردی کی تعریف قبول نہیں کی۔ دہشت گردی اور اس میں ملوث لوگ ملک، قوم اور اسلام کے دشمن ہیں اور وہ بہت محدود ہیں۔ چند ایک افراد کے گناہوں کی سزا تمام مذہبی طبقات کو مت دی جائے' اس سے مذہبی طبقے کو غلط پیغام جاسکتا ہے۔ فوجی عدالتوں سے دہشت گردی کے خاتمے میں ضرور مدد ملے گی مگر ہمیں اس آڑ میں دہشت گردی کو مخصوص زاویہ کی بجائے اجتماعی طور پر دیکھنا ہوگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ابھی قومی سلامتی کو دہشت گردی سے خطرہ ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ ختم نہیں ہوئی۔ اس جنگ کے خاتمے کے لیے مذہبی قوتوں کی حمایت لینی چاہیے۔ یہ جنگ سب نے مل کر لڑنی ہے' اکیلے فوج یا کوئی ادارہ تنہا یہ کام نہیں کرسکتا۔ پروفیسر ساجد میر کا کہنا تھا کہ بل سے مذہب اور اسلام کے نام کو نہیں نکالا گیا، اس لئے ہم حکومت کے اتحادی ہونے کے باوجود اس ایکٹ میں دہشت گردی کی محدود تعریف کی مخالفت کر رہے ہیں اور ہمارے تحفظات اب بھی موجود ہیں۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد پہ جو بھی دل و جان وارے ... اُسے جنتوں کے ہیں واضح اشارے
جہانوں کی رحمت بنا کر تھا بھیجا ... دیا ساتھ قرآں جو ہیں تیس پارے
کتابِ ہدیٰ اور اسوۂ حسنہ ... ہدایت کے ہیں دونوں روشن منارے
اُسے گمرہی کا نہیں کوئی خطرہ ... یہی دونوں ہیں جس کی آنکھوں کے تارے
کھرا اُمتی بس وہی شخص ہو گا ... اطاعت سے اپنا جو جیون سنوارے
گھری میری عصیاں کے طوفاں میں کشتی ... شفاعت سے ان کی لگے گی کنارے
محاسن سے عاصم کا دامن تہی ہے ... شفاعت کے ڈھونڈے تبھی یہ سہارے

ازقلم:۔ جناب مولانا عبدالرحمٰن عاصم

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: Email: markaz.dirasat@gmail.com

قرآنی اجزاء اور منازل کی تقسیم

سوال قرآن کریم کو تیس پاروں اور سات منازل میں تقسیم کیا گیا ہے' اس تقسیم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نیز ہر سورت کے مختلف رکوعات ہیں' ان کے متعلق علمائے امت نے کیا وضاحت کی ہے؟ کچھ حضرات اس تقسیم پر اعتراض کرتے ہیں' اس کی وضاحت کر دیں۔

جواب قرآن کریم کی سورتوں کی تعداد اور ترتیب توقیفی ہے' یعنی اس میں عقل وقیاس اور اجتہاد کو کوئی دخل نہیں۔ البتہ قرآن کی منازل' پاروں اور رکوعات کی ترتیب وتقسیم توقیفی نہیں بلکہ علمائے امت نے اپنی سہولت کے پیش نظر انہیں مرتب کیا ہے۔ درج ذیل حدیث سے اس کا پس منظر معلوم ہوتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مہینے میں ایک بار قرآن ختم کیا کرو۔'' میں نے عرض کیا' مجھ میں تو زیادہ پڑھنے کی طاقت ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سات راتوں میں قرآن ختم کیا کرو' اس سے زیادہ نہ پڑھو۔'' (بخاری' فضائل القرآن: ۵۰۵۴)

امام بخاری رحمہ اللہ ایک حدیث کے آخر میں بیان فرماتے ہیں کہ کچھ راویوں نے تین دن میں اور بعض نے سات دن میں قرآن ختم کرنے کا ذکر کیا ہے لیکن بیشتر روایات سات رات میں قرآن ختم کرنے سے متعلق ہیں۔ (بخاری' فضائل قرآن: ۵۰۵۲)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔'' (ابوداود' الوتر: ۱۳۹۴)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''قرآن کریم کو تین روز میں مکمل پڑھا کرو۔'' (ابوداود' الوتر: ۱۳۹۱)

ان احادیث کے پیش نظر عوام کی سہولت کے لیے قرآن کریم کو پاروں' منازل' احزاب اور رکوعات میں تقسیم کیا گیا ہے' اگرچہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ نہیں ہیں' تاہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ آثار ملتے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم کی سات منازل ہیں' اس کے متعلق حضرت اوس بن حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال کیا' آپ لوگ قرآن کریم کے حصے کس طرح کرتے ہو تو انہوں نے فرمایا: ''پہلا حصہ تین سورتوں کا (بقرہ' آل عمران اور النساء) دوسرا حصہ پانچ سورتوں کا (المائدہ سے سورہ توبہ تک) تیسرا حصہ سات سورتوں کا (یونس سے نحل تک) چوتھا حصہ نو سورتوں کا (بنی اسرائیل سے فرقان تک) پانچواں حصہ بارہ سورتوں کا (شعراء سے یٰسین تک) چھٹا حصہ تیرہ سورتوں کا (صافات سے حجرات تک) اور ساتواں حصہ مفصل کا (ق سے آخر قرآن تک)۔'' (ابوداود' الوتر: ۱۳۹۳)

ان حصوں کو منازل بھی کہتے ہیں جہاں سے منزل شروع ہوتی ہے۔ ان کے پہلے حروف کو جمع کر کے قراء کرام نے اس مجموعہ کا نام ''فمی بشوق'' رکھا ہے جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

ف: فاتحہ، م: مائدہ، ی: یونس ب: بنی اسرائیل، ش: شعراء، و: والصافات، ق: سورہ ق والقرآن المجید

تیس پاروں کی تقسیم کا مطلب یہ ہے کہ جن حضرات نے ایک مہینہ میں قرآن مکمل کرنا ہے وہ ہر روز ایک پارہ پڑھ لیا کریں اور جنہوں نے سات دنوں میں مکمل کرنا ہے وہ ہر روز ایک منزل کی تلاوت کر لیں۔ رکوعات اور احزاب کی تقسیم بھی قاری کی سہولت کے لیے ہے' لیکن بعض مقامات ایسے ہیں کہ وہاں سے پارے اور رکوع کا آغاز انتہائی محل نظر ہے۔ مثلاً چودھویں پارے کا آغاز ﴿رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ سے کیا گیا ہے جبکہ ایک آیت قبل سورہ الحجر شروع ہوتی ہے' اسی طرح بیسویں پارے کا آغاز ﴿اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ﴾ سے کیا گیا ہے جبکہ ایک آیت قبل رکوع شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح سورہ الواقعہ کے دوسرے رکوع کا آغاز ﴿ثُلَّةٌ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ﴾ سے کیا گیا ہے جبکہ معنی اور مضمون کے لحاظ سے ﴿اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ﴾ کا تکملہ ہے۔ معنی کے اعتبار سے رکوع کا آغاز ﴿وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ﴾ سے ہونا چاہیے تھا۔ واضح رہے کہ موجودہ پاروں اور رکوعات کی تقسیم صرف ان مصاحف میں ہے جو برصغیر میں طبع ہوتے ہیں۔ چونکہ پاروں اور رکوعات کی تقسیم سراسر اجتہادی ہے' اس پر مزید غور وخوض کرنے کے لیے پاکستان کے نامور قراء کا ایک اہم اجلاس دارالسلام لاہور میں فضیلۃ الشیخ استاذ القراء قاری محمد ادریس عاصم رحمہ اللہ کی زیر صدارت ہوا' اس میں کچھ سفارشات مرتب کی گئی تھیں' موجودہ مصاحف میں جو مقامات محل نظر ہیں ان کے متعلق کچھ تجاویز تھیں' لیکن موجودہ حالات وظروف کے پیش نظر ان سفارشات کے مطابق قرآن کریم کی طباعت بہت مشکل ہے کیونکہ ایسا کرنے سے کچھ لوگ اسے غلط رنگ دے سکتے ہیں۔ واللہ اعلم!

مردوں کے لیے مہندی کا استعمال

سوال ہمارے معاشرہ میں کچھ مرد حضرات اپنے ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگا لیتے ہیں' کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ کتاب و سنت کی روشنی میں وضاحت کر دیں۔

جواب عام طور پر مہندی کو دو طرح سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر سر یا داڑھی کے بالوں کو مہندی سے رنگا جائے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اپنے والد محترم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنی داڑھی کو مہندی لگا رکھی تھی۔ (ابوداود: ۴۲۰۸)

دوسرا استعمال..... اپنے ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگانا ہے' اگر کسی بیماری کی وجہ سے اپنے ہاتھ یا پاؤں پر مہندی لگائی جائے تو ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ یہ ایک مجبوری ہے۔ بطور علاج مہندی لگانے میں چنداں حرج نہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی تھی۔ البتہ بطور زینت مردوں کو اپنے ہاتھ یا پاؤں پر مہندی لگانا جائز نہیں کیونکہ مہندی کو بطور زینت استعمال کرنا عورتوں کے لیے جائز ہے مردوں کے لیے یہ روا نہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ''مردوں کی خوشبو یہ ہے کہ اس کا رنگ مخفی اور خوشبو ظاہر ہو جبکہ عورتوں کی خوشبو یہ ہے کہ اس کا رنگ نمایاں اور خوشبو مخفی ہو۔'' (النسائی: الزینۃ: ۵۱۲۰)

نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت نے مہندی کے استعمال کے متعلق سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔'' (النسائی: الزینۃ: ۵۰۹۳)

اگر مرد حضرات اپنے ہاتھ یا پاؤں پر زینت کے طور پر مہندی لگاتے ہیں تو ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے جو شرعاً جائز نہیں۔ نیز حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ہیجڑا لایا گیا جس نے اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق دریافت کیا تو بتایا گیا: یہ عورتوں سے مشابہت کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے مقام نقیع کی طرف نکال باہر کیا۔ (ابوداود' الادب: ۴۹۲۸)

ان احادیث کی بناء پر مردوں کے لیے بطور زینت ہاتھ پاؤں پر مہندی لگانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم!

مسئلہ وراثت

سوال ہمارے والد محترم پچھلے دنوں وفات پا گئے ہیں' پسماندگان میں ایک بیوہ' پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں جبکہ ان کا ترکہ تقریباً چار کروڑ پچاس لاکھ ہے۔ یہ ترکہ تمام ورثاء میں کیسے تقسیم ہوگا اور ہر وارث کو کتنا حصہ ملے گا؟

جواب اگر مرحوم نے کوئی وصیت کی ہے یا اپنے ذمے کوئی قرضہ چھوڑا ہے تو سب سے پہلے قرض کی ادائیگی اور وصیت کا نفاذ ہوگا' پھر ترکہ ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔ قانون وراثت کے مطابق بیوہ کو آٹھواں حصہ ملے گا کیونکہ مرحوم کی اولاد موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اگر میت کی اولاد ہے تو بیویوں کا آٹھواں حصہ ہے۔'' (النساء: ۱۲)

بیوہ کا آٹھواں حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ ترکہ اولاد میں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ لڑکے کو لڑکی کے مقابلہ میں دوگنا حصہ دیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے متعلق تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے۔'' (النساء: ۱۱)

کل جائیداد کے آٹھ حصے کیے جائیں: $\frac{1}{8}$ بیوہ کا حصہ نکالنے کے بعد باقی $\frac{7}{8}$ اولاد میں تقسیم کیا جائے۔ سہولت کے پیش نظر درج ذیل ضابطے کے مطابق تقسیم ہوگی: میت/ ۸/ ۱۲۸

بیوہ	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
$\frac{1}{8}$	$\frac{7}{64}$	$\frac{7}{64}$	$\frac{7}{64}$	$\frac{7}{64}$	$\frac{7}{64}$	$\frac{7}{128}$	$\frac{7}{128}$	$\frac{7}{128}$	$\frac{7}{128}$	$\frac{7}{128}$	$\frac{7}{128}$
16	14	14	14	14	14	7	7	7	7	7	7

ایک حصہ: 128 X 4,50,00,000 = 3,51,562.5

بیوہ کا حصہ: 16 X 3,51,562.5 = 56,25,000/-

ایک بیٹے کا حصہ: 14 X 3,51,562 = 49,21,875/-

ایک بیٹی کا حصہ: 7 X 3,51,562.5 = 24,60,937.5

پڑتال: 5 لڑکوں کا حصہ: 2,46,09,375/- 6 لڑکیوں کا حصہ: 1,47,65,625/-

بیوہ کا حصہ: 56,25,000/- مجموعہ: 4,50,00,000/-

دین پر ثابت قدمی کے اسباب

امام مسجد الحرام
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح بن حمید حفظہ اللہ
مترجم: جناب محمد عاطف الیاس
نظرثانی: جناب حافظ یوسف سراج

تاریخ — 25 جمادی الثانی 1438ھ/ 24 مارچ 2017ء

حمد وثناء کے بعد:

لوگو! میں اپنے آپ کو اور آپ سب کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اللہ آپ کی نگہبانی فرمائے! اللہ سے ڈرتے رہو۔ کیا کوئی گہری نیند سے بیدار ہونے والا نہیں ہے؟ کیا کوئی غفلت سے جاگنے والا نہیں ہے؟ یا بھول گئے کہ دنیا کے بعد عمل کرنے کا موقع کبھی نہیں ملے گا۔ آخرت کی زندگی سے نکلنا یا واپس دنیا کی طرف لوٹنا ناممکن ہوگا۔

اے اللہ کے بندے! اگر گناہ ہو جائے تو نیکی کر لیا کرو، کیا بھول گئے کہ گناہ کو نیکی سے بڑھ کر کوئی چیز مٹانے اور زائل کرنے والی نہیں۔ یاد رکھیے، اپنے ہدف اور منزل کے مطابق ہی رفتار ہونی چاہیے، تو رزق کے معاملے میں قرآن مجید نے ہمیں حکم دیا ''چلو'' اور نماز کے لیے فرمایا: ''دوڑو'' اور جنت کے لیے ارشاد ہوا ''تیز قدمی اختیار کرو۔'' اور فرمایا: ''دوڑو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔'' اور اللہ کی طرف آنے کی بات ہوئی تو فرمایا: ''بھاگو اور دوڑو۔''

ان لوگوں کے ساتھ بیٹھو کہ جن کی مجلسیں فائدے سے بھری ہوں، ایسے لوگوں کو ساتھی بناؤ کہ جن کے دل زندہ ہیں، ان لوگوں کے ساتھ گھلو ملو کہ جن کے اخلاق عمدہ ہیں، وہ کہ جو کستوری کی خوشبو کی طرح ہیں، یہ خوشبو جتنی پرانی ہو جاتی ہے، اتنی ہی قیمتی ہو جاتی ہے۔

اللہ تیری نگہبانی فرمائے! اپنے آپ کو افواہوں کا اڈہ مت بناؤ یا ہلاک کر دینے والی غیبت کا راستہ نہ بناؤ۔ دنیا تک پہنچنے والے جھوٹ کی شاہراہ نہ بناؤ، کیونکہ اس کا گناہ تمہیں بھی ملے گا۔ بلکہ اپنے آپ کو مضبوط ڈھال بنا لو کہ جو بھائیوں تک جانے والی اذیتوں کو روکنے والی ہو اور انہیں خوشیاں فراہم کرنے والی ہو اور امت میں امید کی روح پھونکنے والی ہو۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''اے نبیؐ، نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں تم بدی کو اُس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔'' (فصلت)

اے مسلمانو! میں ایسے موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں کہ جس کی ضرورت ہر مسلمان کو ہے، بلکہ امت اسلامیہ کو بھی اس کی ہر وقت اور ہر جگہ ضرورت رہتی ہے۔ فتنوں کے دور میں اور پھر ہلاکت خیز مصیبتوں کے زمانے میں اس کی ضرورت کچھ اور بڑھ جاتی ہے۔

یہ موضوع ایک عظیم خزانہ ہے کہ جو اسے کمانے میں کامیاب ہو جائے، اسے صحیح طرح استعمال کر سکے اور اسے اپنا لے تو وہ کامیاب بھی ہو جائے گا اور ہر طرح کی مصیبتوں سے سلامتی بھی حاصل کر لے گا اور جو اس خزانے سے محروم ہو گیا تو وہ بہت بڑا محروم آدمی ہوگا۔ اللہ کے بندو! جس وقت مؤمن مختلف قسم کی آزمائشوں سے گزر رہا ہوتا ہے اور حق کے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کر رہا ہوتا ہے تو اسے اس خزانے کی بے حد ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ حق وباطل، بھلائی اور برائی کی جنگ تو اس دنیا میں بہر حال قائم ہی رہنی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی منشا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''اگر اس طرح اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے ہٹاتا نہ رہتا، تو زمین کا نظام بگڑ جاتا، لیکن دنیا کے لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔'' (البقرہ)

یہ خزانہ ثابت قدمی ہے، دین حق پر استقامت ہے، تقویٰ اور سیدھی راہ پر بغیر ٹیڑھ یا انحراف کے قائم رہنا ہے۔ شیطان اور نفس کے بہکاوے سے بچاؤ اور خواہشات سے بچاؤ ہے اور ساتھ ساتھ توبہ، رجوع اور استغفار پر ہمیشگی اختیار کرنا ہے۔

اللہ کے بندو! کوئی بندہ ایک لمحے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

''بعید نہ تھا کہ اگر ہم تمہیں مضبوط نہ رکھتے تو تم ان کی طرف کچھ نہ کچھ جھک جاتے۔'' (بنی اسرائیل)

اے مسلمانو! ثابت قدمی فتنوں کی دوا اور علاج ہے۔ ثابت قدمی ہی کامیابی، کامرانی اور استقامت ہے۔ ثابت قدمی ہی حقیقی جیت اور عظیم نصرت ہے۔ اسی سے نفس خوف، بزدلی اور تردد پر قابو پا لیتا ہے، نفس، خواہشات اور ہنگامے برپا کرنے والوں پر غالب آ سکتا ہے۔

اے مسلمانو! ثابت قدمی فتنوں کی دوا اور علاج ہے۔ ثابت قدمی ہی کامیابی، کامرانی اور استقامت ہے۔ ثابت قدمی ہی حقیقی جیت اور عظیم نصرت ہے۔ اسی سے نفس خوف، بزدلی اور تردد پر قابو پالیتا ہے، نفس، خواہشات اور ہنگامے برپا کرنے والوں پر غالب آسکتا ہے۔

فتنۂ خلق قرآن کے زمانے میں امام احمدؒ سے کہا گیا: اے ابو عبد اللہ! کیا آپ نہیں دیکھتے کہ باطل کس طرح حق پر چھا چکا ہے؟! انہوں نے جواب دیا: نہیں! بلکہ باطل کے غلبے کا مطلب یہ ہے کہ دلوں پر گمراہی چھا جائے جبکہ ہمارے دل ابھی تک حق پر قائم ہیں۔

جی ہاں! اللہ کے بندو! جو اپنے نفس کو سدھارنے سے عاجز آ جاتا ہے، وہ دوسری چیزوں سے تو زیادہ عاجز ہوتا ہے اور جو اس پر قابو پا لیتا ہے تو وہ دیگر چیزوں کو بھی بہتر انداز میں قابو میں کر سکتا ہے۔ دل کی ثابت قدمی ہی حقیقی ثابت قدمی ہے۔ کیوں نہ ہو؟ اللہ تعالیٰ نے تو نبی اکرم ﷺ کا چھپ کر ہجرت کے لیے نکل جانا بھی کامیابی گردانا ہے۔ فرمایا:

''تم نے اگر نبیؐ کی مدد نہ کی تو کچھ پروا نہیں، اللہ اُس کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا، جب وہ صرف دو میں دوسرا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی

سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے اُس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور کافروں کا بول نیچا کر دیا اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے، اللہ زبردست اور دانا و بینا ہے۔'' (التوبہ)

اے بھائیو! اللہ کے دین کی مدد کرنے والوں اور اس پر قائم رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے نصرت اور ثابت قدمی عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ فرمایا:

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جما دے گا۔'' (محمد)

اس آیت میں ایک شرط بھی ذکر ہوئی ہے اور اس شرط کو پورا کرنے کی صورت میں جزا بھی ذکر ہوئی ہے۔

یقیناً اللہ کے دین پر قائم رہنے اور رسولوں پر ایمان لانے کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کی شکل میں آتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''اللہ ضرور اُن لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔'' (الحج)

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی نصرت اسی کے لیے ہے کہ جو واقعی نصرت کا حقدار ہو۔ نصرت کے حقدار وہی ہیں کہ جو فراخی، تنگدستی اور مشکلات کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ جو ایمان ہلا دینے والے واقعات کے وقت بھی قائم رہتے ہیں۔ جو یقین رکھتے ہیں کہ حقیقی نصرت اللہ تعالیٰ ہی کی نصرت ہے۔ یہ نصرت بالآخر آ کر ہی رہتی ہے، لیکن تب آتی ہے جب اللہ تعالیٰ چاہے اور اس انداز میں آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔

پیارے بھائیو! ثابت قدمی دل میں بھی ہوتی ہے، نفس میں، عقل میں، زبان میں اور قدموں میں بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح پوری زندگی میں اور موت کے وقت، قبر میں، برزخ کی زندگی میں، آخرت میں، قیامت کے روز اور پل صراط پر بھی اور ثابت قدمی دین پر ہوتی ہے، فرمانبرداری پر ہوتی ہے، بحث کے وقت ہوتی ہے اور جنگوں میں ہوتی ہے۔

اسی طرح شبہات، خواہشات، مصیبتوں، عہدوں، ذمہ داریوں، مال اور اولاد کی آزمائشوں کے وقت ثابت قدمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح اولاد کی آزمائشوں میں، کیونکہ اولاد حفاظت کا، بخل کا اور پریشانی کا سبب ہے۔

اسی طرح ثابت قدمی کی ضرورت ظلم و زیادتی، سرکشی، دنیا کے اتار چڑھاؤ، استقامت کی راہ سے دوری اور کوتاہی کرنے والوں پر نعمتوں کی کثرت دیکھنے کے وقت بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کی ضرورت مال ومتاع کی بکثرت امید، حکمرانی کی طلب، اطمینان اور نعمتوں سے بھری زندگی کی تڑپ کے وقت بھی ہوتی ہے۔

اسی طرح ثابت قدمی کی ضرورت آنکھ کو بھی ہوتی ہے جب وہ فتنے میں پڑ جائے، امت کی کمزوری اور تفرقہ بازی کے دور میں بھی ہوتی ہے۔ تب بھی ہوتی ہے جب نیک لوگوں کے بارے میں بدگمانی عام ہو جائے اور

اللہ کے بندو! دین پر ثابت قدم ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ انسان نیک اعمال سرانجام دیتا ہو اور نیک اعمال پر ثابت قدم رہتا ہو۔ نبی اکرم ﷺ کو وہ دین پسند تھا جس پر مستقل مزاجی کے ساتھ قائم رہا جائے۔

بنیادی علم کے بارے میں منفی سوچ عام ہوجائے۔

اے مسلمانو! ثابت قدمی کی حفاظت کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھلا گمان رکھنا اور اس پر بھروسہ کرنا ہے، اسی پر توکل کرنا اور اسی کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اسی طرح یہ احساس رکھنا کہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس کی جزا کی امید رکھنا، اس سے خوف اور خشیت رکھنا۔ اس پر نظریں ٹکائے رکھنا۔ نیت درست رکھنا، اخلاص قائم رکھنا اور اطاعت گزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع۔

جس کی زبان میں ثابت قدمی نظر آئے گی، تو یہ اس کے دل کی ثابت قدمی کا نتیجہ ہے۔ سیدھی بات بھی حق اور سچائی کی علامت ہے۔ اس کی ضد جھوٹ اور باطل ہے۔ سب سے اعلیٰ قول توحید ہے تاہم اس کے تقاضے بھی مکمل ہونے چاہئیں کیونکہ اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندے کو ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔

دین اسلام کے تمام احکام وآداب انسان کو ثابت قدمی ہی فراہم کرتے ہیں۔ جس کا عمل جتنا اچھا ہوگا اتنا ہی وہ ثابت قدم ہوگا۔ فرمان الٰہی ہے:

''اگر یہ اس پر عمل کرتے تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتری اور زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا۔ جب یہ ایسا کرتے تو ہم انہیں اپنی طرف سے بہت بڑا اجر دیتے اور انہیں سیدھا راستہ دکھا دیتے۔'' (النساء)

اللہ کے بندو! دین پر ثابت قدم ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ انسان نیک اعمال سرانجام دیتا ہو اور نیک اعمال پر ثابت قدم رہتا ہو۔ نبی اکرم ﷺ کو وہ دین پسند تھا جس پر مستقل مزاجی کے ساتھ قائم رہا جائے۔ فرمانِ نبوی ہے:

''جو 21 رکعتیں مستقل مزاجی سے پڑھتا رہے گا اس کے لیے جنت واجب ہوجائے گی۔'' (ترمذی)

حدیث قدسی میں آتا ہے:

''میرا بندہ نفل عبادت کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔'' (بخاری)

ثابت قدمی کا ایک بڑا ذریعہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا بھی ہے۔ اسی طرح نفس کا محاسبہ، بھلائی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، بھلا اخلاق اپنانا جیسے صبر، نرمی، تحمل مزاجی اور خوبصورتی اپنانا۔ اسی طرح یقین رکھنا کہ تمام مسلمانوں اور خاص طور پر طالب علم اور دین کی دعوت دینے والے کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ مستقل مزاجی کے ساتھ اپنا کام کرتا جائے۔ نتائج تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے، جیسے چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے، نصرت عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو رسوا کرتا ہے اور جیسے چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے انہیں تباہ کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت پر یقین رکھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان اللہ کی نصرت خود دیکھ لے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی نصرت آنے پر یقین رکھا جائے کہ اللہ کی نصرت اپنے وقت پر آ ہی جائے گی۔ ہمیں اس کا ایک ذریعہ بننا ہے، اس کا راستہ بنانا ہے اور اگر ہم یہ کر لیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بڑا احسان ہوگا۔

اے بھائیو! بڑی مصیبتوں میں ایک یہ ہے کہ ایمان ہلا دینے والی چیزوں کو یوں قبول کر لیا جائے جیسے

مسلمان کے پاس کوئی ایسا دین ہی نہ ہو کہ جو برائی کی نفی کرتا ہو، جو مثبت اقدامات کرنے والے انسان کو تحفظ فراہم کرتا ہو۔ مسلمان کے لیے اس سے بڑی مصیبت کوئی نہیں ہوسکتی کہ وہ باطل آراء اور اقوال پر کان دھرنا شروع کر دے۔

اس سے بڑی مصیبت کیا ہوسکتی ہے کہ انسان دشمن کے پھیلائے ہوئے شبہے میں آ کر یا برے مقاصد والوں کے کسی ایک لفظ کی وجہ سے یا گھات لگا کر بیٹھے دشمن کی پھیلائی کسی تصویر کو لے کر حق ہی کا انکار کر دے۔ کتنے لفظوں اور باتوں کو جب کمپیوٹر کے ایک بٹن دبانے سے یا ایک کلک کے ذریعے نشر کر دیا جاتا ہے، تو وہ ہنگامہ برپا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ہمیں سوچ اور سمجھ سے کام لینا چاہیے۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو اپنے دین کو لڑائیوں کا نشانہ بنا لیتا ہے وہ مختلف اقوال میں پھرتا رہتا ہے۔''

غور کیجیے! بیعت کے الفاظ میں کتنی ثابت قدمی پائی جاتی ہے۔ جب انسان بیعت کرتا ہے تو وہ آسانی اور مشکل میں، اچھی اور ناپسند چیزوں میں یعنی ہر معاملے میں حکمران کی اطاعت کرنے کی، عوامی مصلحت کو ترجیح دینے پر اور حکمرانوں پر ہاتھ نہ ڈالنے پر، حق بات کہنے پر اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنے پر بیعت کرتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان پر بھی غور کیجیے کہ جب وہ غزوۂ خندق میں صحابہ کی ہمت بڑھا رہے تھے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے فتنے اور ثابت قدمی کو عجیب انداز سے ملایا ہے۔ فرمایا:

''یا اللہ! ہم پر سکینت نازل فرما اور اگر لڑائی کا سامنا ہو تو ہمارے قدم جما دے!'' پھر فرمایا: ''اگر وہ فتنہ برپا کرنا چاہیں گے تو ہم نہیں ہونے دیں گے۔''

اللہ کے بندو! اسی طرح نبی کریم ﷺ کی ایک دعا میں بھی یہ عجیب ربط آتا ہے۔ فرمایا:

''اے اللہ! میں تجھ سے ہر معاملے میں ثابت قدمی کا سوال کرتا ہوں! بھلائی کے کاموں میں پیش قدمی کرنے کا سوال کرتا ہوں''۔

یہ دو دعائیں کامیابی کو اپنے اندر سمو لیتی ہیں۔

انسان ناکام اسی وقت ہوسکتا ہے جب ان دو صفتوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دے۔ جس کا عزم بلند ہوا اور ثابت قدمی بھی ہو تو اسے تو مدد اور توفیق مل چکی۔

ثابت قدمی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور اسی پر اعتماد کرنا بہترین عمل ہے۔ یہ کہنا کہ:

''اللہ ہی میرے لیے کافی ہے اور وہ بہترین مولیٰ ہے۔''

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں، اُن سے ڈرو، تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین

مشکل اوقات اور آزمائش کی گھڑیوں میں مسلمانوں کے دلوں کی استقامت اور ان کی بلند ہمتیں قرآن کریم ہی کا عطا کردہ کرشمہ ہے۔ اسی سے طویل تاریخ میں اہل علم، اہل ایمان اور دانشمند استفادہ کرتے رہے ہیں۔

کارساز ہے۔ آخر کار وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ آئے، ان کو کسی قسم کا ضرر بھی نہ پہنچا اور اللہ کی رضا پر چلنے کا شرف بھی انہیں حاصل ہو گیا، اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔'' (آل عمران)

مسلمان کے لیے دو آیتوں کے درمیان تقابل کرنا کتنا بھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت، دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے۔'' (ابراہیم)

اور اس کے بالمقابل یہ آیت آئی:

''عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب ہم منکرین حق کے دلوں میں رعب بٹھا دیں گے۔'' (الانفال)

تعداد چاہے جتنی بھی کم یا زیادہ ہو، اسلحہ چاہے جتنا بھی مضبوط یا کمزور ہو، منصوبہ بندی چاہے کتنی ہی اچھی یا بے کار ہو، بہر حال اللہ تعالیٰ مؤمنوں کے ساتھ ہے اور

کافروں کی چالیں ناکام بنانے والا ہے۔ مؤمن ایک دوسرے کے متعلق بھلا گمان رکھتے ہیں۔ وہ ایسے ایمان کے مالک ہوتے ہیں کہ جو ہر جھوٹ کو ختم کر دیتا ہے اور ہر باطل کو بے نقاب کر دیتا ہے۔

غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ثابت قدمی کا حکم کس انداز میں دیا تھا جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق جھوٹی خبر لوگوں میں پھیل گئی تھی۔ فرمایا:

جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا تھا اُسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے؟'' (النور)

اسی طرح فرمایا:

''جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ انہیں ایک دن اللہ سے ملنا ہے، انہوں نے کہا: بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آ گیا ہے اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔'' (البقرہ)

مشکل اوقات اور آزمائش کی گھڑیوں میں مسلمانوں کے دلوں کی استقامت اور ان کی بلند ہمتیں قرآن کریم ہی کا عطا کردہ کرشمہ ہے۔ اسی سے طویل تاریخ میں اہل علم، اہل ایمان اور دانشمند استفادہ کرتے رہے ہیں۔

ثابت قدمی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بندوں کو تیار کر لیتا ہے۔ پھر وہ پھسلن وادیوں میں اور خواہشات نفس کے حملوں میں نہیں پھسلتے۔ جسے آزمائش کے وقت پریشانی کا سامنا ہو یا جسے مشکل وقت میں مصیبت کا سامنا ہو تو اسے ثابت قدمی اختیار کرنی چاہیے اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ کی رحمت اور توفیق پر یقین کر لے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلا انجام آنے کا یقین رکھے۔

ثابت قدم رہو! اور آپ کو آخرت پر یقین نہ رکھنے والے پریشان نہ کریں۔ خبروں کے بارے میں تحقیق کیا کرو اور اپنے گناہوں کے ساتھ ساتھ دوسروں کے گناہ بھی مت اٹھاؤ۔ حق پر قائم ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بھلا گمان رکھو! بھلے انجام کی امید رکھو یہی میراث نبوت ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

''ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت، دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے، اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے اللہ کو اختیار ہے جو چاہے کرے۔'' (ابراہیم)

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد:

ثابت قدمی والے ہی آزمائشوں پر پورا اترتے ہیں، یہی لوگ مشکلات میں طاقت کا ثبوت دینے والے ہوتے ہیں، یہی لوگ پریشانیوں کے وقت اللہ سے راضی رہنے والے ہوتے ہیں۔ ثابت قدمی کو مایوسی اور اللہ سے بدگمانی سے بڑھ کر کوئی چیز نقصان نہیں دیتی یعنی کہ انسان یہ سوچنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اپنے اولیاء کو بے یار ومددگار چھوڑنے والا ہے' نہیں! اللہ اس سے بہت بلند ہے اور یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ فرمان الٰہی ہے:

''دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اِس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے' یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں' تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں، اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ وہ اس آزمائش کے ذریعہ سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا تھا۔''

''اس گروہ کے تعاقب میں کمزوری نہ دکھاؤ' اگر تم تکلیف اٹھا رہے ہو تو تمہاری طرح وہ بھی تکلیف اٹھا رہے ہیں اور تم اللہ سے اُس چیز کے امیدوار ہو جس کے وہ امیدوار نہیں ہیں۔'' (النساء)

ثابت قدمی خبروں کی تحقیق سے جڑی ہوئی ہے۔ بلکہ ثابت قدمی کو قائم رکھنے والی چیز خبروں کی تحقیق ہی ہے۔ تحقیق ہی اہل علم ودانش کا مشغلہ ہے، یہی ان کی ذمہ داری ہے۔ وہ باطل نہیں پھیلاتے اور نہ اسے اپنی زبانوں پر لاتے ہیں۔ وہ لوگوں کی ہمتیں پست نہیں کرتے بلکہ انہیں تسلی دیتے ہیں اور ان کے دلوں میں امن کا پیغام ڈالتے ہیں۔ ان کے شکوک وشبہات دور کر دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی یہی خبر دی تھی کہ ''ڈر کی کوئی بات نہیں۔''

اہل علم ودانش کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو آزمائشوں اور مشکلات کے وقت ثابت قدمی سکھائیں، ان کے دلوں کو یقین، استقامت اور امید سے بھر دیں۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے حال پر غور کیجیے! وہ کس طرح سخت ترین اوقات میں اپنے ساتھی ابوبکرؓ کو تسلی دے رہے تھے اور کس طرح اسے ثابت قدمی سکھا رہے تھے۔ جب وہ صرف دو میں دوسرا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے:

جب صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے لیے اللہ سے نصرت اور مدد مانگیں۔ دراصل وہ دیکھ رہے تھے کہ مسلمانوں کو کس طرح اذیتوں اور تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے لیے نصرت کا سوال کیوں نہیں کرتے! آپ ہمارے لیے دعا کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ ﷺ نے ایسی عظیم بات کی جو لوگوں میں ثابت قدمی پھیلا دینے والی تھی اور جس میں اللہ تعالیٰ کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا:

''تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں انہیں گڑھا کھود کر اس میں ڈال دیا جاتا، پھر لوہے کی آری لا کر اس کے سر پر چلائی جاتی اور اسے دو حصوں میں کاٹ دیا جاتا، لیکن پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ ہٹتا۔ اس کے بدن میں گوشت اور ہڈیوں کے درمیان لوہے کی کنگھی پھیری جاتی پھر بھی وہ دین سے نہ پھرتا۔ اللہ کی قسم! یہ دین کا معاملہ مکمل ہو کر رہے گا، یہاں تک کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اللہ کے سوا کسی کا ڈر اس کے دل میں نہ رہے گا۔ ہاں! بکریوں کے حوالے سے بھیڑیے کا ڈر اس کے دل میں ہوگا۔ لیکن تم لوگ جلدی مچاتے ہو۔'' (بخاری)

جنگ خندق کے سخت موقع پر بھی جب لوگ اللہ تعالیٰ کے متعلق برے گمان رکھنے لگے اور طرح طرح کی سوچیں سوچنے لگے، جب اہل خندق محصور ہو گئے، بھوک اور ڈر ان پر چھا گئے تو رسول اللہ ﷺ نے پتھر توڑتے ہوئے معنوی پتھر بھی توڑ ڈالا۔ لوگوں کو بشارت دی، وعدہ کیا اور انہیں ثابت قدمی پر گامزن فرمایا۔ فرمایا:

''اس ہستی کی قسم کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے! اللہ تمہاری سختی دور فرما دے گا! میں امید رکھتا ہوں کہ میں مکمل امن کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کروں گا! اللہ تعالیٰ مجھے کعبے کی کنجیاں دے دے گا، کسریٰ وقیصر کو ہلاک فرما دے گا اور ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیئے جائیں گے۔'' (بیہقی' دلائل النبوۃ)

جنگ خندق کے سخت موقع پر بھی جب لوگ اللہ تعالیٰ کے متعلق برے گمان رکھنے لگے اور طرح طرح کی سوچیں سوچنے لگے، جب اہل خندق محصور ہو گئے، بھوک اور ڈر ان پر چھا گئے تو رسول اللہ ﷺ نے پتھر توڑتے ہوئے معنوی پتھر بھی توڑ ڈالا۔ لوگوں کو بشارت دی، وعدہ کیا اور انہیں ثابت قدمی پر گامزن فرمایا۔

مومن صحابہ نے ایسے وقت بھی تو اس خبر کو سچ مانا۔ البتہ منافقوں اور بیمار دلوں کے دل اور آنکھیں بھی ہل گئیں۔ کہنے لگے: ہم اپنی حفاظت کے لیے خندق کھود رہے ہیں اور آپ فارس اور روم کے خزانوں کی بشارت دے رہے ہیں۔ ان کا قول اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا: کہنے لگے:

''اللہ اور اُس کے رسولؐ نے جو وعدے ہم سے کیے تھے وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھے۔'' (الاحزاب)

اللہ کے بندو! اہل علم ثابت قدمی پھیلانے والے ہوتے ہیں۔ وہ ثابت قدم اور مضبوط لوگ ہوتے ہیں۔ سنسنی خیز خبروں کو رد کر دیتے ہیں۔ باطل کے پیروکاروں کے کاموں پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ رسوا کرنے والوں کی افواہوں کو مسترد کر دیتے ہیں۔ علماء سب سے بڑھ کر علم رکھنے والے ہوتے ہیں، سب سے بھلی عقل رکھنے والے ہوتے ہیں، وہ مرد ہوں یا عورتیں، ثابت قدم اور ثابت قدمی پھیلانے والے ہوتے ہیں۔

ام المومنین سیدہ خدیجہؓ کے حال پر غور فرمائیے جب انہوں نے اپنی عجیب ثابت قدمی والا جملہ بولا تھا۔ فرمایا: ''نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ آپ تو رشتہ داروں

باقی صفحہ 14 پر

مولانا ابوالکلام آزادؒ

بلند پایہ خطیب' بہترین مقرر

جناب ملک عبدالرشید عراقی

مولانا حسرت موہانی فرماتے ہیں:

سب ہو گئے خاموش بس ایک حسرت
گویا ہیں ...... ابوالکلام آزاد

ملک نصر اللہ خاں عزیز مرحوم اپنے مضمون ''ابوالکلام کی خطابت'' کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

''قیامت کے روز جب داور حشر کے سامنے مسلمانان ہند کا مقدمہ پیش ہوگا' تو مجھے یقین ہے کہ استغاثے کے گواہوں میں شاہ ولی اللہ' سید احمد شہید' شیخ احمد سرہندی' اورنگ زیب عالمگیر اور ٹیپو سلطان کے ساتھ مولانا ابوالکلام کو بلایا جائے گا جو اس بات کی شہادت دیں گے کہ مسلمانان ہند کو انہوں نے ایک حیات افروز اور پیغمبرانہ انداز کے ساتھ دعوت حق دی۔ مگر انہوں نے اس آواز صور پر بیدار ہو کر میدان عمل کی طرف بڑھنے کی بجائے خود بلانے والے کو اتنا مایوس کر دیا کہ وہ ان سے منہ موڑ کر دوسری جانب روانہ ہو گیا۔''

مولانا ابوالکلام آزاد کی خطابت کا اندازہ صرف وہ خوش قسمت لوگ لگا سکتے ہیں جنہوں نے اس جادو بیان مقرر کو تقریر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ بیشتر مولانا ابوالکلام کے سوانح نگاروں اور عام مقالہ نگاروں نے مولانا ابوالکلام کی خطابت کے بارے میں لکھا ہے کہ

''مولانا ابوالکلام آزاد جیسا بہترین اور بلند پایہ خطیب ومقرر صدیوں سے پیدا نہیں ہوا۔''

بقول ملک نصر اللہ خاں عزیز مرحوم:

''ذرا ابوالکلام کے خطبے کو پڑھو' اس میں بجلی کی کڑک' رعد کی گرج' دریا کی روانی' سبزہ زاروں کی طراوت' پہاڑوں کا شکوہ' گلستانوں کا جمال' ناہید کا نغمہ کچھ اس طرح حسین تناسب کے ساتھ گھلا ملا ہوا تھا کہ انسان محسوس کرے گا کہ میں وادیٔ کشمیر کی سیر کر رہا ہوں۔''

برصغیر (پاک وہند) میں بڑے بڑے خطیب اور مقرر پیدا ہوئے۔ مثلاً مولانا محمد علی جوہر' مولانا ظفر علی خاں' نواب بہادر یار جنگ' مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری' مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا سید محمد داؤد غزنوی' قاضی احسان احمد شجاع آبادی' علامہ احسان الٰہی ظہیر' شورش کاشمیری (رحمہ اللہ اجمعین) اور کئی دوسرے لیکن ان میں مولانا ابوالکلام آزاد کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔

سید آصف علی مرحوم فرماتے ہیں کہ

''مولانا ابوالکلام آزاد تقریر کرتے تو معلوم ہوتا کہ الفاظ ومعانی کا ایک دریا موجیں مارتا دکھائی دیتا ہے۔''

ڈاکٹر عابد رضا بیدار اپنی کتاب ''مولانا ابوالکلام آزاد'' میں لکھتے ہیں کہ

''جنگ آزادی کی جد وجہد میں جو شعلہ نوا اور جادو بیان مقرر پیدا ہوئے ان میں مولانا آزاد کا نام سرفہرست ہے۔''

ڈاکٹر وی بی کیسکر نے مولانا ابوالکلام آزاد کی جادو بیانی کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے کہ

''میں نے آج تک کوئی ایسا مقرر نہیں دیکھا جس کی زبان میں مولانا کی زبان سے زیادہ مٹھاس ہو اور جس کو مولانا سے زیادہ زبان پر قدرت حاصل ہو۔ مجھے کئی بار ان کی تقریر سننے کا شرف حاصل ہے اور میں نے ہر بار یہی محسوس کیا کہ وہ کسی بھی موضوع پر بول رہے ہوں' زبان ان کی تابع ہوتی ہے۔''

شورش کاشمیری مرحوم فرماتے ہیں کہ

''مولانا آزاد جامع الصفات خطیب تھے۔ خطابت ان کے بیان کا ہار تھی' مولانا آزاد فن کی رعایت سے اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب تھے اور خطابت کے معنوی اوصاف میں کوئی ان کے ہم پلہ نہ تھا۔ مسلم لیگ کے شعلہ نوا مقرر بہادر یار جنگ بھی تسلیم کرتے تھے کہ انہوں نے ابوالکلام سے خطابت کے بال و پر حاصل کیے۔ سردار عبدالرب نشتر نے بھی مولانا کے حوض خطابت کی خوشہ چینی کا اعتراف کیا تھا۔''

مولانا ابوالکلام آزاد کے ایک صدارتی خطبہ کا اقتباس:

آل انڈیا کانگرس کا سالانہ اجلاس ۱۹/مارچ ۱۹۴۰ء کو رام گڑھ میں مولانا ابوالکلام آزاد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مولانا نے اس اجلاس میں جو خطبہ ارشاد فرمایا' اس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔ مولانا نے فرمایا:

''میں مسلمان ہوں اور فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ مسلمان ہوں۔ اسلام کی تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کی شاندار روایتیں میرے ورثے میں آئی ہیں۔ میں تیار نہیں کہ اس کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی ضائع ہونے دوں۔ اسلام کی تعلیم' اسلام کی تاریخ' اسلام کے علوم وفنون' اسلام کی تہذیب' میری دولت کا سرمایہ ہے اور میرا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کروں۔ بحیثیت مسلمان ہونے کے میں مذہبی اور کلچرل دائرے میں اپنی ایک خاص ہستی رکھتا ہوں اور میں برداشت نہیں کر سکتا کہ اس میں کوئی مداخلت کرے۔ لیکن ان تمام احساسات کے ساتھ میں ایک اور احساس بھی رکھتا ہوں جسے میری زندگی کی حقیقتوں نے پیدا کیا ہے۔ اسلام کی روح مجھے اس سے نہیں روکتی' وہ اس راہ میں میری رہنمائی کرتی ہے۔'' (خطبات آزاد)

مسلمانانِ دہلی سے خطاب:

یہ اقتباس مولانا آزاد کی اس تاریخی تقریر کا ہے جو انہوں نے فسادات سے متاثر اور خوف زدہ مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع میں جامع مسجد دہلی میں کی تھی۔ مولانا نے اپنی تقریر میں فرمایا:

''عزیزان گرامی!...... آپ جانتے ہیں کہ وہ کون سی چیز ہے جو مجھے یہاں لے آئی ہے۔ میرے لیے شاہجہان کی اس یادگار مسجد میں یہ اجتماع کوئی نئی بات نہیں ہے۔ میں نے اس زمانہ میں جس پر لیل ونہار کی بہت سی گردشیں بیت چکی ہیں تمہیں یہیں سے خطاب کیا تھا جب تمہارے چہروں پر اضمحلال کی بجائے اطمینان تھا اور تمہارے دلوں

میں شک کی بجائے اعتماد۔ آج تمہیں اضطراب میں اور دلوں کی ویرانی دیکھتا ہوں تو مجھے بے اختیار پچھلے برسوں کی بھولی بسری کہانیاں یاد آجاتی ہیں۔ تمہیں یاد ہے کہ میں نے تمہیں پکارا تم نے میری زبان کاٹ لی۔ میں نے قلم اٹھایا اور تم نے میرے ہاتھ قلم کر دیئے۔ میں نے چلنا چاہا تم نے میرے پاؤں کاٹ دیئے۔ میں نے کروٹ لینا چاہی تم نے میری کمر توڑ دی۔ حتیٰ کہ پچھلے سات برس کی تلخ نوا سیاست جو کہ تمہیں داغ جدائی دے گئی ہے۔ اس کے عہد شباب میں بھی میں نے خطرے کی شاہراہ پر جھنجھوڑا لیکن تم نے میری صدا سے نہ صرف احتراز کیا بلکہ غفلت وانکار کی ساری سنتیں تازہ کر دیں۔ نتیجہ معلوم ہوا کہ خطروں نے تمہیں گھیر لیا ہے جن کا اندیشہ تمہیں صراط مستقیم سے دور لے گیا تھا۔‘‘ (مسلمانان دہلی سے خطاب اکتوبر ۱۹۴۷ء منقول از خطبات آزاد)

مولانا ابوالکلام آزاد کی خطابت کی قلمی تصویر:

مولانا ابوالکلام آزاد کی تقریر میں فصاحت، بلاغت اور بدائع تینوں ۔ئے جوہر تھے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی ﷾ اپنی کتاب ’’امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد‘‘ میں رقمطراز ہیں کہ ’’مولانا آزاد خطابت کی ہر ادا میں ڈھلے ہوئے تھے۔ زبان لونڈی، بیان خانہ آزاد، فصاحت پیش کار، بلاغت خدمت گار، مطالعہ بے کراں، مشاہدہ غیر منقسم، تجربہ ہر لحظہ، عربی جیب کی گھڑی، فارسی ہاتھ کی چھڑی، اردو محبوبہ، دماغ انسائیکلوپیڈیا، زبان شمع سلامت لو، ذہانت معجزانہ، ظرافت ملیح، جیسے بلور کی پیشانی پہ سیندور کا ٹیکا، طریق ایسا کہ طبیعتیں خود بخود اس کی طرف کھینچی چلی جائیں۔ اسلوب بے مثال، آواز پاٹ دار، لہجہ نستعلیق تھا۔ اشارات چاند پہ ہالے کی طرح، استدلال آنکھ میں بینائی کی مانند، تمثیلات ہم رکاب، انفرادیت اس حد تک کہ اس کا فصیح نام ابوالکلام تھا۔‘‘

مولانا آزاد کی زندگی کا ماحصل:

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی زندگی کا ماحصل اس طرح پیش کیا ہے:

’’افسوس ہے کہ زمانہ میرے دماغ سے کام لینے کا کوئی سامان نہ کر سکا غالب کو تو صرف اپنی ایک شاعری کا رونا تھا۔ معلوم نہیں میرے ساتھ قبر میں کیا کیا چیزیں جائیں گی۔

ناروا بود بہ بازار جہاں جنس وفا
رونق گشتم واز طالع دکان رفتم

بقیہ: حصولِ پاکستان کے مقاصد

جیسے شرابی حکمران مسلط ہوئے تو کبھی ایسے لوگ بھی اس وطن عزیز پر مسلط ہو گئے جنہیں سورہ اخلاص تک نہیں آتی تھی تو کبھی وہ لوگ بھی مسلط ہوئے جنہیں یہ تک معلوم نہیں تھا کہ آذان بجتی نہیں بلکہ دی جاتی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

آج الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا میں بڑے دھڑلے سے نظریہ پاکستان اور حصول پاکستان کے مقاصد سے انحراف کیا جا رہا ہے۔ ہمارا زرخرید میڈیا اور غیروں کے ٹکڑوں پر پلنے والے نام نہاد سکالر واینکر حضرات یہ بات کہتے سنائی دیتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے لیے نہیں بلکہ مسلمانوں کے لیے بنایا گیا تھا۔

ایک طرف یہ صورتحال ہے تو دوسری طرف حکومت نے توہین رسالت کے مرتکبین کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ کلبھوشن یادیو کی طرح انڈیا کے حاضر سروس افسران پاکستان میں دہشتگردی کو فروغ دینے میں گرفتار ہو جائیں تو ان کا نام تک لینا گوارا نہیں کیا جاتا لیکن محب وطن افراد کو نہ صرف پابند سلاسل کیا جا رہا ہے بلکہ ایک مذموم پراپیگنڈے کے ذریعے دہشت گردی کو پاکستان اور مذہب اسلام سے جوڑنے کی ناپاک جسارتیں کی جا رہی ہیں۔ آج معاشرے میں نظریہ پاکستان کو فروغ دے کر دشمن کے ان ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کی ضرورت ہے۔ آیئے! آج اس بات کا عہد کریں کہ جس طرح وطن عزیز کے حصول کے وقت ہمارے اکابر نے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا تھا ہم بھی اس پاک سرزمین کے نظریاتی و جغرافیائی تحفظ کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی سے پیچھے نہیں رہیں گے اور یہ وطن رہتی دنیا تک سلامت رہے گا۔ ان شاء اللہ!

بقیہ: پڑوسیوں کے حقوق

عطا کر، اگر بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کر، اگر فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے پیچھے جا، اگر اسے کوئی خیر پہنچے تو تجھے خوشی ہو اور اسے مبارکباد دے، اگر اسے کوئی مصیبت پہنچے تو تمہیں بھی اس کی تکلیف محسوس ہو تو اسے تسلی دے اور اسے اپنی ہنڈیا کی مہک سے تکلیف نہ پہنچا بلکہ اس میں سے اسے بھی دے۔ فخر سے اس سے اونچی عمارت نہ بنا کہ تو اس کے گھر جھانکتا پھرے اور ہوا بند کر دے البتہ اس کی اجازت سے ایسا کر سکتے ہو۔ اگر تو کچھ خریدے تو اس میں سے اسے بھی بطور ہدیہ کچھ دے ورنہ اسے رازداری سے لے کر آ اور تیرا لڑکا کوئی ایسی چیز لے کر نہ نکلے جس سے اس کا مقصد اس کے لڑکے کو جلانا یا چڑانا ہو۔

اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا ابوذر ؓ سے فرمایا:

’’ابوذر! جب تم سالن پکاؤ تو اس کا شوربا زیادہ کر لیا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا بھی خیال رکھو۔‘‘ (مسلم)

اسی بات کو ایک اور حدیث میں اور زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’وہ شخص مسلمان نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھاتا ہے اس حال میں کہ اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔‘‘ (شعب الایمان للبیہقی)

صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ ؓ سے ایک حدیث منقول ہے کہ

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں ہو گا۔ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ میں جائے رہائش کے برے پڑوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ صحراء کا پڑوسی تو جگہ بدل لیتا ہے۔ (احمد، بخاری)

ایک اور حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے تین بار یہ الفاظ دہرائے:

’’اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں‘‘ صحابہ ؓ نے پوچھا: ’’کون اللہ کے رسول!‘‘ فرمایا: ’’جس کی ایذا دہی سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔‘‘ (بخاری)

غور فرمایئے کہ اسلام میں ہمسایہ کی کیا اور کتنی اہمیت ہے اور پھر ان احادیث میں جو حقوق بیان کیے گئے ہیں وہ بڑے واضح ہیں جن کی شرح وتفصیل کی ضرورت نہیں اور پڑھنے کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہمسائے بھی اپنے ہی گھر کے افراد ہیں۔ یہ بھی غور فرمایئے کہ اگر ان ارشادات نبوی ﷺ پر عمل کیا جائے تو معاشرہ میں کس قدر خوشگوار ماحول پیدا ہو سکتا ہے۔

حصولِ علمِ دین

تحریر: جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

مدینہ شریف میں دن کے ساڑھے دس بجے کا وقت ہے۔ مسجد نبوی کی مغربی جانب مناخہ کا بازار ہے۔ یہ بازار اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر بنایا گیا تھا۔ یہاں تاجر اپنا سامان تجارت لے کر آتے اور خرید وفروخت کرتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی اور راوی الحدیث ہیں۔ دوس قبیلہ سے تعلق رکھنے والے اس صحابی نے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں۔ بازار میں پہنچے' دیکھا بازار تاجروں اور خریداروں سے بھرا ہوا ہے۔ لوگوں نے انہیں دیکھا تو احترام سے ان کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ لوگوں سے مخاطب ہوئے: لوگو! تم یہاں خرید وفرخت کر رہے ہو اور ادھر مسجد نبوی میں اللہ کے رسول ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے۔ لوگوں نے سوچا کہ اللہ کے رسول ﷺ نجانے کتنی دولت چھوڑ گئے ہیں۔ کتنا سونا' چاندی اور دیگر مال و متاع ہوگا، اب اسے تقسیم کیا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہنے لگے: چلو ہم بھی اس میں سے اپنا حصہ وصول کرتے ہیں۔ کاروبار چھوڑا، خرید وفروخت کو مؤخر کیا اور مسجد نبوی کی طرف چل دیے۔ یہ نماز کا وقت نہ تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کی توقع کے برعکس مسجد نبوی سونے چاندی اور دیگر قیمتی اشیاء سے خالی تھی؛ ہاں چند ایک علمی حلقات ضرور تھے۔ یہ لوگ الٹے پاؤں بازار میں آ گئے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ابھی تک بازار ہی میں کھڑے تھے۔ انہیں دیکھا تو تاجر کہنے لگے: ہمارا خیال تھا کہ وہاں مختلف قیمتی اشیاء کے ڈھیر لگے ہوں گے۔ ہم تو اپنا حصہ وصول کرنے گئے تھے مگر ہمیں تو وہاں کوئی مال ومتاع نظر نہیں آیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا آپ کو کوئی بھی چیز مسجد میں نظر نہیں آئی؟ کہنے لگے: ہاں، ہم نے وہاں دنیاوی مال ومتاع تو نہیں البتہ کچھ علمی حلقات کو ضرور دیکھا' کہیں قرآن پڑھا پڑھایا جا رہا تھا، کہیں پر اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث بیان ہو رہی تھیں۔ کسی حلقہ میں سیرت پاک کا تذکرہ تھا۔ کہیں غزوات کی باتیں ہو رہی تھیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے بندو! یہی تو اللہ کے رسول ﷺ کی میراث تھی، علم ہی تو اللہ کے نبیوں کی وراثت ہے۔ انبیائے کرام درہم و دینار چھوڑ کر نہیں جاتے، وہ تو علم چھوڑ کر جاتے ہیں اور جو کوئی علم میں سے کچھ حصہ حاصل کر لے، اسے سیکھ لے، بلاشبہ اس نے بہت قیمتی خزانہ پا لیا۔

قارئین کرام! اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے

> **جو شخص علم سیکھنے کے لیے اپنے گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستوں کو آسان بنا دیتے ہیں۔ اللہ کے نورانی فرشتے طالب علم کی رضا کے لیے، اسے خوش کرنے کے لیے اس کے قدموں کے نیچے اپنے نورانی پر بچھاتے ہیں۔**

اپنے ماننے والوں سے کچھ نہیں چھپایا۔ اللہ کے رسول ﷺ پر جو وحی نازل ہوئی آپ ﷺ نے اسی طرح بغیر کسی کمی اور زیادتی کے اپنی امت تک پہنچا دی۔ جنت کی طرف جانے والے راستے کی نشاندہی فرما دی۔ اسی طرح جہنم کی طرف جانے والے راستوں سے بھی امت کو متنبہ کر دیا۔ تعلیم کو اسلام نے انسان کی بنیادی ضرورت قرار دیا۔

علم پڑھنے اور پڑھانے والوں کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے، آیئے اللہ کے رسول ﷺ کی ایک خوبصورت حدیث پڑھتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص علم سیکھنے کے لیے اپنے گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستوں کو آسان بنا دیتے ہیں۔ اللہ کے نورانی فرشتے طالب علم کی رضا کے لیے، اسے خوش کرنے کے لیے اس کے قدموں کے نیچے اپنے نورانی پر بچھاتے ہیں۔ ایک عالم کے لیے آسمانوں اور زمین میں رہنے والی تمام مخلوق دعائے مغفرت کرتی ہے؛ حتیٰ کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی عالم کے لیے دعائیں کرتی ہیں۔ ایک عالم دین کی ایک عابد پر فضیلت اس طرح ہے جس طرح چودھویں رات کے چاند کو دوسرے ستاروں پر حاصل ہوتی ہے۔ علماء نبیوں کے وارث ہیں اور انبیاء درہم و دینار چھوڑ کر اس دنیا سے نہیں جاتے بلکہ ان کی وراثت علم ہوتا ہے۔''

قرآن کریم نے علماء اور دیگر لوگوں کا فرق اس طرح واضح کیا ہے ارشاد ہوا: ''کیا ان پڑھ اور پڑھے لکھے برابر ہو سکتے ہیں؟''

علمی میدان میں مسلمانوں نے بہت سارے کام کیے، ان میں سے ایک نمایاں کام جس میں مسلمانوں نے امتیاز حاصل کیا، مکتبات یعنی لائبریریوں کا قیام تھا۔ عام لوگوں کو کتابوں تک رسائی دی گئی۔ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں مذہبی کتابوں تک رسائی صرف ان کے علماء ہی کو حاصل ہو سکتی تھی، مگر مسلمانوں نے بڑے بڑے کتب خانے قائم کیے۔ امیر لوگوں نے کتابوں کے حصول میں بے پناہ پیسہ خرچ کیا۔ جس زمانے میں پریس کی ایجاد نہ ہوئی تھی، اس دور میں خطاط حضرات کتابوں کو ہاتھ کی لکھائی کے ذریعے نقل کرتے تھے' پھر ان کی جلد بندی کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا۔ قرآن پاک کے مخطوطات آج بھی لاکھوں کی تعداد میں دنیا کے مختلف عجائب گھروں اور مکتبات میں موجود ہیں۔ خطاطوں نے قرآن کریم کے ان نسخوں پر اپنی محبت وعقیدت کے خوب پھول برسائے۔ انہوں نے بعض قرآنی صفحات کو سونے کے پانی سے تحریر کیا۔ یہ کام انہوں نے مکتبات کو آباد کرنے کے لیے کیا تا کہ لوگ دور دور سے آئیں اور ان کتابوں سے استفادہ کریں۔ وہ دوسرے شہروں اور علاقوں سے علماء کو دعوت دیتے اور یہ علماء ان کی ضیافت میں رہتے۔ صبح سے شام تک یہ مہمان علماء ان کتابوں کو پڑھتے، ان سے استفادہ کرتے اور کتب کو نقل کرتے۔ ہندوستان میں بعض امراء اور نوابوں نے بھی کتابیں

لکھوانے کے بہت سے عظیم منصوبے مکمل کروائے اور بعض کے تراجم کیے اور کروائے ۔ بھوپال کے نواب صدیق حسن خان نے بطور خاص دار النشر بنایا۔ بڑے بڑے مشہور علمائے کرام اور جید مترجمین کو اپنے پاس بلوایا، انہیں بہت بھاری تنخواہیں دیں۔ یہ تنخواہیں کتنی زیادہ تھیں اس کا سرسری اندازہ اس واقعے سے کیا جاسکتا ہے:

راقم الحروف ابھی چھوٹی عمر میں تھا کہ میرے تایا جان محترم محمد یوسف کیلانی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ کہا: چلو عبدالمالک! ذرا حساب کرتے ہیں کہ نواب صدیق حسن خان اپنے ہاں علماء کو کتنا معاوضہ دیا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا: کیسے؟ کہنے لگے: کاغذ قلم پکڑو اور لکھتے جاؤ، میں تمہیں حساب بتاتا ہوں۔ کہنے لگے: سونے کا بھاؤ اونچا نیچا ہوتا رہتا ہے، مگر اسی سے دنیا میں معاشیات کا نظام قائم ہے۔ مثلاً ہم اندازہ کرتے ہیں کہ آج کل ایک متوسط شخص اگر ایک تولہ سونے کی قیمت کے برابر تنخواہ لیتا ہے تو یہ ایک معقول تنخواہ ہے۔ لیکن اگر وہ دو، تین یا چار تولے سونے کی قیمت کے برابر تنخواہ بتا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی تنخوہ بہت اچھی ہے۔ لوجی! ہم نے حساب، کرنا شروع کیا کہ نواب صدیق حسن کے زمانے میں سونا کس بھاؤ تھا۔ اب مجھے صحیح یاد نہیں شاید اس زمانے میں بیس روپے تولہ سونا تھا۔ تایا جان مجھ سے فرمانے لگے: نواب صاحب نے علماء کی بے حد قدر کی اور انہیں سونے کی اشرفیوں کی صورت میں معاوضہ دیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کے پاس بہت سارے علماء کام کرتے تھے۔ انہوں نے دو پرنٹنگ پریس ایک قاہرہ اور دوسرا دہلی میں لگوایا تھا۔ مقصد علم کی خدمت کرنا تھا۔ چونکہ نواب صاحب علماء کی بے حد عزت وتوقیر کرتے تھے، اس لیے علماء ان کے پاس کھچے چلے آتے تھے۔ قاہرہ، بیت المقدس، طرابلس، مدینہ طیبہ، صنعاء، فاس (مراکش) قیروان، کوفہ بصرہ اور دمشق کے مکتبات بڑے مشہور تھے۔ جہاں تک قرطبہ کا تعلق ہے تو یہ ایک زمانے میں علم کا مرکز تھا۔ یہاں پر متعدد بازار تھے جن میں ایک بازار صرف کتابوں کے لیے مخصوص تھا۔ اسی طرح ایک بازار میں صرف کتابوں کی جلد بندی کی جاتی تھی۔

میری سوچ اور فکر کا دھارا پھیلتا چلا گیا۔ میں مدینہ طیبہ کی مبارک بستی میں اللہ کے رسول ﷺ کے کچے صحن والی مسجد کو دیکھ رہا ہوں جہاں پر دنیائے اسلام کی سب سے پہلی یونیورسٹی بنائی گئی۔ یہ اصحاب صفہ کا چبوترہ تھا جس پر وہ صحابہ کرام رہتے تھے جن کا کوئی گھر بار نہ تھا۔ کوئی قریبی رشتہ دار نہ تھا، نہ ہی کوئی خاص کاروبار تھا۔ یہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے خاص شاگرد تھے۔ آپ ﷺ انہیں تعلیم دیتے، ان کا تزکیہ نفس کرتے۔ جہاد کا وقت آتا تو یہ اصحاب صفہ مجاہدین کے ہراول دستے میں نظر آتے۔

بدر کی جنگ میں مشرکین کے ستر قیدی مدینہ لائے جاتے ہیں۔ ان میں سے جو مالدار تھے وہ تو اپنا اپنا فدیہ دے کر چھوٹ گئے مگر کتنے ہی لوگ باقی رہ گئے جن کے پاس مال و دولت نہ تھا؛ تاہم ان میں سے کچھ پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دنیا میں پہلی مرتبہ ایک نئی تحریک پیش کی، وہ تھی پڑھا لکھا معاشرہ۔ اسی لیے حکم دیا گیا کہ جو لوگ پڑھے لکھے ہیں، وہ ہمارے دس بچوں یا بڑوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو انہیں رہا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ مدینہ شریف کے کتنے ہی گھر مدارس میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ بچوں اور بڑوں کو پڑھایا جا رہا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نہایت مختصر وقت میں صحابہ کرام اوران کے بچے تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو جاتے ہیں۔

اسلام ایسا خوبصورت دین ہے کہ اس نے ہر مسلمان مرد وعورت کے لیے علم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی بڑی مشہور حدیث ہے: [طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ] آپ ﷺ نے چند جامع الفاظ میں امت مسلمہ کو حکم جاری فرمایا کہ ''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔''

اسلام سے پہلے دنیا میں کئی مذاہب و ادیان تھے، ان میں یہودی، عیسائی اور مجوسی زیادہ مشہور تھے۔ بت پرست بھی تھے، مگر ان کے پاس کوئی کتاب تھی نہ باقاعدہ دینی تعلیم تھی۔ یہودی اور عیسائی چونکہ اہل کتاب میں سے تھے۔ عرب معاشرے میں ان کی اہمیت مسلمہ تھی۔ لوگ دینی رہنمائی کے لیے انہی سے رجوع کرتے تھے۔

اسلام میں علمی مجالس کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے، جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ دیگر مذاہب میں علماء اور عام لوگوں کے درمیان بڑی دوری تھی، مگر اسلام نے علمی حلقات کی حوصلہ افزائی کی۔

امام ابن جوزیؒ کی مجلس میں ایک لاکھ تک شاگرد بیٹھتے تھے۔ اسی طرح امام حسن بصری، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ رحمہم اللہ اور دیگر محدثین کے مساجد اور مدارس میں علمی حلقات تھے۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے بھی علمی مجالس بنوائیں۔ وہ خود ایک بڑی علمی مجلس کے سربراہ تھے۔ اس مجلس میں بڑے بڑے علماء شامل تھے۔ انہوں نے اس مجلس کے لیے کچھ اصول بنائے تھے جن میں سب سے اہم یہ تھا کہ مجلس میں صرف اور صرف علمی مسائل پر گفتگو کی جائے گی۔ ہنسی مذاق والی کوئی بات نہ ہو گی۔ مجلس میں کسی کی غیبت نہ ہو گی۔ کسی کے خلاف ظلم نہیں ہو گا۔ علماء اس طرح سنجیدہ ہو کر مجلس میں بیٹھیں گے جس طرح کسی شخص کی وفات پر تعزیت کے لیے آئے ہوں۔

بعض مساجد میں حلقوں کی تعداد ایک سے زیادہ تھی۔ مثلاً مسجد میں قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ، عقیدہ اور طب کے موضوع پر حلقات قائم ہوتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان منفرد شخصیات اور علماء میں سے تھے جن کا گھر یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا تھا۔ انہوں نے مختلف موضوعات کے لیے دن مقرر کر رکھے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لیے قرآنی علوم کو سیکھنے اور سمجھنے کی دعا کی تھی۔ ان کا لقب حبر الامہ یعنی ''علامہ امت'' تھا۔ طالب علم بڑے شوق سے ان کے دروس میں شرکت کرتے بلکہ راوی بتاتے ہیں کہ گلیاں بھی طلبہ سے بھری ہوتی تھیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا گھر ایک مکمل یونیورسٹی تھا۔ ہمارے ہاں تو ہر یونیورسٹی میں بے شمار اساتذہ ہوتے ہیں مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما اکیلے ہی استاذ تھے۔ ایک مرتبہ میں ان کے گھر کی طرف گیا۔ دیکھا کہ لوگوں کا ایک جم غفیر گھر

بعض مساجد میں حلقوں کی تعداد ایک سے زیادہ تھی۔ مثلاً مسجد میں قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ، عقیدہ اور طب کے موضوع پر حلقات قائم ہوتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان منفرد شخصیات اور علماء میں سے تھے جن کا گھر یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا تھا۔

کے باہر کھڑا ہے۔ راستے بند ہیں۔ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا۔ لوگوں کی تعداد بتائی اور کہا: وہ اندر داخل ہونے کے منتظر ہیں۔ فرمایا: وضو کے لیے پانی لاؤ۔ وضو کیا اور مسند پر بیٹھ گئے۔ مجھے حکم دیا کہ باہر جاؤ اور لوگوں سے کہو: جو قرآن کریم کی قراءت اور دیگر قرآنی علوم سیکھنا چاہتے ہیں صرف وہ لوگ اندر آ جائیں۔ گھر لوگوں سے بھر گیا۔ انہوں نے نہ صرف لوگوں کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے بلکہ ان کو ان کے سوال سے کہیں بڑھ کر تفصیلی علم فراہم کیا۔ پھر فرمایا: [اِفْسَحُوا الطَّرِیقَ لِإِخْوَانِکُمْ] ''اب اپنے بھائیوں کے لیے جگہ خالی کر دو تاکہ وہ بھی اندر آ سکیں۔'' وہ لوگ نکلے تو تفسیر قرآن والے آ گئے پھر حلال و حرام کے مسائل اور فقہ کے متلاشی داخل ہوئے۔ وہ گئے تو میراث کے مسائل والے پھر عربی لغت، شعر، ادب اور کلام العرب والے آئے۔ راوی کہتا ہے: ''اگر پورا قبیلہ قریش عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی شخصیت پر فخر کرے تو یہ اکیلے ہی ان کی برتری ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔'' آپ نے طالب علموں کی کثرت کے پیش نظر پورے ہفتے کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک دن غزوات کے لیے، ایک دن شعر و شاعری، ایک دن ایام العرب، جاہلیت کے واقعات، ان کے حالات اور عربوں کے قصے پڑھایا کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں: [مَا جَلَسَ لَهُ عَالِمٌ قَطُّ إِلَّا خَضَعَ لَهُ، وَمَا سَأَلَهُ سَائِلٌ قَطُّ إِلَّا وَجَدَ عِنْدَهُ عِلْمًا] ''ان کے پاس جب بھی کوئی عالم بیٹھا اس نے ان کی علمی جلالت کو تسلیم کیا۔ جب بھی کسی نے کوئی سوال کیا تو ان کے پاس اس کا مطلوبہ علم پایا۔''

مسجد نبوی میں امام مالکؒ کے حلقات بڑے مشہور ہیں۔ وہ طلبہ کو موطأ امام مالک کا درس دیتے۔ حدیث کی یہ کتاب بڑی معتبر ہے۔ میں تصور ہی میں مسجد نبوی میں ریاض الجنۃ کو دیکھ رہا ہوں۔ جہاں امام مالک اپنے شاگردوں کو حدیث کا درس دیتے۔ کبھی کبھار حدیث اور سنت کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے اپنے شاگردوں سے فرماتے: [کُلُّ أَحَدٍ یُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَیُرَدُّ] ''اس دنیا میں ہر شخص چاہے وہ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو اس کی بات مانی بھی جا سکتی ہے اور اس کی بات کو رد بھی کیا جا سکتا ہے۔ [إِلَّا صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ] ''مگر جو شخصیت اس قبر میں آرام فرما ہیں ان کا مرتبہ و مقام یہ ہے کہ ان کی ہر بات پر عمل کرنا لازم ہے۔''

اگرچہ ہم قرون اولیٰ کے علمی حلقات کو دیکھنے ان میں بیٹھنے اور ان سے استفادہ کا موقع نہیں پا سکے، مگر ریاض شہر میں علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن بازؒ کے علمی حلقے قرون اولیٰ کے حلقات کی یاد تازہ کر دیتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد شیخ اپنی مسند پر تشریف رکھتے اور ڈھائی تین گھنٹوں تک مسلسل قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں گونجتی رہتیں۔ اس علمی حلقے میں حاضری یقیناً ایک ہزار سے اوپر پہنچ جاتی تھی۔ شرکاء میں یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور بڑی بڑی علمی شخصیات موجود ہوتی تھیں۔ میری معلومات کی حد تک آج کے دور میں بھی پوری دنیا میں علمی حلقات موجود ہیں۔

علمائے کرام، مدارس اور علمی حلقات پر مال خرچ کرنا یقیناً اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ ابواب الخیر میں سے ہے؛ چنانچہ حکومتوں اور مالدار لوگوں نے ہر دور میں مدارس کی تعمیر کروائی۔ انہوں نے ان مدارس کے لیے اوقاف بنوائے تاکہ انہیں مستقل آمدنی ملتی رہے۔ بعض امیر لوگوں نے علمائے کرام کی بے حد عزت و تکریم کی۔ ان کے لیے گھروں کی تعمیر کروائی۔ علماء سے اپنے خرچ پر کتابیں لکھوائیں۔ ان سے کہا گیا: آپ فلاں موضوع پر کتابیں تصنیف کریں۔ آپ معاش کے مسائل سے آزاد ہو جائیں۔ آپ کے گھریلو اخراجات کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں؛ چنانچہ بعض کتب کی تالیف یا ان کے تراجم کے اخراجات ایسے ہی اداروں نے برداشت کیے جس کے نتیجہ میں بڑی بڑی کتابوں کے تراجم مارکیٹ میں آئے۔

پرانی بات ہے کہ ایک سعودی سکول کی معلمات نے مل کر فیصلہ کیا کہ فلاں شیخ کی کتاب کا انگلش زبان میں ترجمہ ہو کر آنا چاہیے۔ انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور کہنے لگیں: آپ اندازہ کر کے بتائیں اس کتاب کے انگریزی ترجمہ کے کتنے اخراجات ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ اس کتاب کا ترجمہ کروائیں، اس کام پر اٹھنے والے تمام اخراجات ہم برداشت کریں گی۔ میں نے پوچھا: اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا؟ جواب ملا: یہ بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے۔ جب تک یہ کتاب چھپتی رہے گی، لوگ اسے پڑھتے رہیں گے اور ہمیں اس کا اجر و ثواب ملتا رہے گا۔

بقیہ: دین پر ثابت قدمی کے اسباب

کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، کمزور کی مدد کرتے ہیں، فقیر کو صدقہ دیتے ہیں، مہمان کا اکرام کرتے ہیں اور حق میں دوسروں کی مدد کرتے ہیں'' پھر وہ آپ ﷺ کو صالح عاقل عالم ''ورقہ بن نوفل'' کے پاس لے گئیں۔

پھر جو ہوا وہ ہمیں معلوم ہے۔ ورقہ نے کہا: ''یہ تو وہی فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر نازل فرمایا تھا۔ کاش کہ میں ابھی جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت زندہ رہوں کہ جب تمہاری قوم تمہیں یہاں سے نکال دے گی! آپ ﷺ نے پوچھا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: جی ہاں! جس شخص نے بھی یہ بات کی ہے، جو آپ کر رہے ہیں اس کی قوم نے اس کی دشمنی ہی کی ہے۔ اگر میں اس وقت زندہ ہوا تو میں تمہاری مدد کروں گا'' (بخاری)

اللہ تمام مسلمان علماء پر رحم فرمائے۔ ابن قیمؒ اپنے استاد ابن تیمیہؒ کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

''جب ہمارا خوف بہت بڑھ جاتا تھا، بدگمانی ہمارے دلوں میں آ جاتی تھی اور ہم پر زمین تنگ پڑنے لگتی تھی تو ہم بس انہیں دیکھ لیتے تھے تو ہمارے سارے احساسات دور ہو جاتے تھے۔ ہمارا دل کھل جاتا تھا اور قوت یقین اور اطمینان ہمارے دلوں میں آ جاتا تھا''

اللہ کے بندو! ثابت قدمی اسی وقت نظر آتی جب باطل اپنے عروج پر ہوتا ہے اور حق پر سخت ترین وقت ہوتا ہے۔ ایسی گھڑی میں ثابت قدمی ہی حقیقی ثابت قدمی ہے۔

اے اللہ! مسلمانوں کے احوال درست فرما! اے اللہ! ہر جگہ مسلمانوں کے احوال درست فرما! اے اللہ! مسلمانوں کے خونوں کی حفاظت فرما! انہیں حق، ہدایت، سنت پر اکٹھا فرما! ان پر بھلے لوگوں کو حکمرانی نصیب فرما! برے لوگوں کی برائی سے ان کی حفاظت فرما! امن، عدل اور سلامتی دنیا میں پھیلا دے! انہیں برائی اور ظاہر و باطن کے فتنوں سے محفوظ فرما۔ آمین!

حصولِ پاکستان کے مقاصد

تحریر: جناب عبداللہ لطیف

دنیا میں فقط دو ممالک ہی نظریاتی بنیادوں پر وجود میں آئے ہیں ایک اسرائیل اور دوسرا وطن عزیز پاکستان۔ ابھی پاکستان معرضِ وجود میں آیا ہی تھا کہ اس کی سالمیت کے خلاف دشمنانِ پاکستان کی طرف سے سازشوں کے جال بچھائے جانے لگے یہاں تک کہ پاکستان کی نظریاتی اساس کو ہی متنازعہ بنایا جانے لگا۔ اس لیے ہمیں نظریہ پاکستان کے بارے میں مکمل آگاہی حاصل کرنے کیلئے مصورِ پاکستان علامہ محمد اقبال اور بانی پاکستان کے فرمودات کے ساتھ ساتھ ان بزرگوں سے بھی رہنمائی حاصل کرنا ہوگی جنھوں نے قیام پاکستان کے وقت بے پناہ قربانیاں پیش کی تھیں۔

قارئین! سب سے پہلے علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1930ء میں الہ آباد میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کے صدارتی خطبہ میں ایک جداگانہ اسلامی ریاست کا تصور پیش کیا جسے ہندوؤں کی طرف سے شاعر کا خواب کہہ کر مذاق اڑایا جاتا رہا' اسی مطالبے کی بنیاد پر شاعرِ مشرق علامہ اقبال کو مصورِ پاکستان کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

20 مارچ 1940ء کو مہاتما گاندھی نے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

''میرے نزدیک ہندو، مسلم، پارسی اور ہریجن سب برابر ہیں۔ میں غیر سنجیدہ نہیں ہو سکتا جب میں قائداعظم کے بارے میں بات کروں کیونکہ وہ میرے بھائی ہیں۔''

22 مارچ 1940ء کو منٹو پارک لاہور میں ایک عظیم الشان تاریخی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے قائد نے گاندھی کے بیان پر طنزیہ انداز میں کہا کہ

''لیکن میرا خیال ہے کہ وہ (گاندھی) غیر سنجیدہ ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ بھائی گاندھی کے تین ووٹ (ہندو، پارسی اور ہریجن) ہیں اور میرا صرف ایک ووٹ (مسلم) ہے۔''

اپنے اسی خطاب میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے ایک برطانوی اخبار کو ہدف تنقید بناتے ہوئے فرمایا:

''لندن ٹائمز جیسے مقتدر جریدے نے قانون حکومت ہند مجریہ 1935ء پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: ''بلاشبہ ہندو اور مسلمانوں میں اختلافات صحیح معنوں میں صرف مذہبی ہی نہیں بلکہ قانونی اور ثقافت کے اعتبار سے بھی ہیں' کہا جا سکتا ہے کہ وہ فی الحقیقت دو بالکل نمایاں اور علیحدہ تہذیبوں کے نمائندے ہیں تاہم وقت کے ساتھ توہمات ختم ہو جائیں گے اور ہندوستان ایک قوم کی شکل اختیار کر جائے گا۔ پس لندن ٹائمز کے نزدیک یہ دشواریاں محض توہمات ہیں۔ ان بنیادی اور گہرے روحانی، اقتصادی، معاشرتی، سیاسی اختلافات کو تکلفاً توہمات کہہ کر جھٹک دیا گیا۔ یقینی طور پر معاشرے کے بارے میں اسلام اور ہندومت کے تصورات کے مابین فرق کو محض توہمات قرار دینا برصغیر کی ماضی کی تاریخ کو بیّن طور پر نظرانداز کر دیتا ہے۔ ہزار سال کے گہرے روابط کے باوصف اگر قوموں میں اس قدر بُعد ہے جتنا کہ آج ہے تو یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ کسی بھی وقت صرف اس لیے ایک قوم بن جائے گی کہ ان پر ایک جمہوری دستور مسلط کر دیا گیا۔''

ہمیں نظریہ پاکستان کے بارے میں مکمل آگاہی حاصل کرنے کیلئے مصور پاکستان علامہ محمد اقبال اور بانی پاکستان کے فرمودات کے ساتھ ساتھ ان بزرگوں سے بھی رہنمائی حاصل کرنا ہوگی جنھوں نے قیام پاکستان کے وقت بے پناہ قربانیاں پیش کی تھیں۔

بانی پاکستان محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے اسی خطاب میں یہ بھی فرمایا تھا کہ

''یہ سمجھنا بہت دشوار بات ہے کہ ہمارے ہندو دوست اسلام اور ہندومت کی حقیقی نوعیت کو سمجھنے سے کیوں قاصر ہیں؟ یہ حقیقی معنوں میں مذاہب ہی نہیں ہیں فی الحقیقت یہ مختلف اور نمایاں معاشرتی نظام ہیں اور یہ ایک خواب ہے کہ ہندو اور مسلمان کبھی ایک مشترکہ قوم کی سلک میں منسلک ہو سکیں گے۔ ایک ہندو قوم کا تصور حدود سے بہت زیادہ تجاوز کر گیا ہے اور آپ کے بہت سے مصائب کی جڑ ہے۔ اگر ہم بروقت اپنے تصورات پر نظرثانی نہ کر سکے تو یہ ہند کی تباہی سے ہمکنار کر دے گا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کا دو مذہبی فلسفوں، معاشرتی رسم و رواج اور ادب سے تعلق ہے۔ نہ وہ آپس میں شادی بیاہ کرتے ہیں، نہ اکٹھے بیٹھ کر کھاتے پیتے ہیں۔ دراصل وہ دو مختلف تہذیبوں سے متعلق ہیں جن کی اساس متصادم خیالات اور تصورات پر استوار ہے۔ یہ بھی بالکل واضح ہے کہ ہندو اور مسلمان تاریخ کے مختلف ماخذوں سے وجدان حاصل کرتے ہیں ان کی رزم مختلف ہے، ہیرو الگ ہیں اور داستانیں جدا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک کا ہیرو دوسرے کا دشمن ہوتا ہے اور اسی طرح ان کی کامرانیاں اور ناکامیاں ایک دوسرے پر منطبق ہو جاتی ہیں۔''

(قائداعظم: تقریر و بیانات۔ مترجم اقبال احمد صدیقی شائع کردہ بزم اقبال لاہور صفحہ 370,371)

یہ تو تھے بانی پاکستان کے قرارداد پاکستان کے پاس ہونے سے ایک روز پہلے کے فرمودات۔ انہی فرمودات سے نظریہ پاکستان بالکل واضح ہو جاتا ہے' قبل اسکے کہ ہم بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے مزید فرمودات پیش کریں۔ معروف ادیب اور دانشور آغا شورش کاشمیری کی سوانح حیات ''بوئے گل نالہ دل دود چراغ محفل'' سے اسی ضمن میں ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ آغا شورش کاشمیری رقمطراز ہیں کہ

''فرقہ وارانہ مسئلہ انگریزوں کی حکمرانی، ہندوؤں

کی تنگ نظری اور مسلمانوں کی پسماندگی سے پیدا ہوا۔ انگریز اپنی حکومت کو طول دینے کے لیے اس مسئلہ کو بڑھا کر لاینحل رکھنا چاہتے تھے۔ ہندوؤں کا مجلسی نظام، معاشی دستبرد اور تعلیمی برتری کچھ اس طرح گھل مل گئے تھے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے وجود کو مشخص کرنے کا سوال پیدا ہوتا تو ہندو متحدہ قومیت کی آڑ لیتے، حقوق یا سلوک کا مرحلہ آتا تو آنکھیں پھیر لیتے گویا مسلمانوں کا ہندوستان پر کوئی حق نہیں، جناح نے سیاسیات میں ہندو ذہنیت کی تلخیاں چکھی تھیں، مسلمانوں کی پسماندگی کا بھی انہیں احساس تھا اور وہ جانتے تھے کہ اس پسماندگی کو اب تک مسلمانوں کے رجعتی عناصر نے اپنی موت ٹالنے کے لیے استعمال کیا ہے، انہوں نے اس ہتھیار کو حکومت، کانگریس اور رجعتی مسلمانوں کے ہاتھ سے اس طرح چھینا کہ فرقہ وارانہ مسئلہ جداگانہ انتخابات کی مسافت طے کرنے کے بعد پاکستان کا نصب العین ہو گیا اور جناح اس استقلال کے ساتھ اپنے موقف پر ڈٹ گئے کہ انہیں ہٹانا یا جھکانا ناممکن ہو گیا۔

فرقہ وارانہ مسئلہ انگریزوں کا شوشہ تھا تو وہ اس شوشہ کی مار اب خود کھا رہے تھے کیونکہ اس کا نام مسلمانوں کا حق خود ارادیت ہو گیا تھا۔ ہندو جو کل تک اس مسئلہ کو نظر انداز کر رہے تھے بلکہ ایک زمانہ میں پنڈت مدن موہن مالویہ نے شملہ میں کہا تھا کہ:

''انہیں پہلی دفعہ معلوم ہوا ہے کہ اس ملک میں مسلمانوں کے فرقہ وارانہ حقوق بھی ہیں۔''

لیکن اب مہاتما گاندھی بھی اس مسئلہ کو تسلیم کر رہے تھے اور قائداعظم سے کسی حل کے خواہاں تھے، قائداعظم کے نزدیک حل ایک ہی تھا ہندوستان کی تقسیم ...... مارچ 1940ء میں مسلم لیگ نے لاہور ریزولیشن پاس کیا۔ اس ریزولیشن کو پاکستان کا نام ہندو اخباروں نے دیا، قائداعظم مارچ 1940ء سے پہلے لفظ پاکستان کے استعمال میں بڑے محتاط تھے لیکن جب ہندو اخباروں نے پاکستان کا ہوا کھڑا کیا تو وہ اس ناؤ کے ملاح ہو گئے۔ انہوں نے اس لفظ کو اس گرمجوشی سے اپنایا کہ پاکستان اور قائداعظم ہم معنی ہو گئے۔''

آگے چل کر آغا شورش کشمیری مزید لکھتے ہیں کہ

''استعمار دشمن مسلمان رہنماؤں نے تب تک محسوس ہی نہیں کیا تھا کہ مسلمان قوم کہاں کھڑی ہے؟ اسکی شکایات کیا ہیں؟ اور پاکستان کا مطالبہ دراصل ہے کیا؟ پاکستان کا مطالبہ ہندوؤں کی بالادستی کے خلاف مسلمانوں کی نفرت کا احتجاج و اظہار نہیں بلکہ گمشدہ اسلامی سلطنت کی بازیافت کا ایک دلفریب تصور تھا۔''

محترم قارئین! گمشدہ اسلامی سلطنت کا تصور بانی پاکستان کے فرمودات سے بھی واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پشاور میں اپنے ایک خطاب کے دوران بانگ دہل فرمایا تھا کہ

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ

''اسلام ہمارا رہنما ہے اور ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ حیات ہے' ہمیں کسی سرخ یا پیلے کی ضرورت نہیں اور نہ ہمیں سوشلزم، کیمونزم، نیشنلزم یا کسی دوسرے ازم کی ضرورت ہے۔''

حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔''

اسی طرح 1943ء میں کراچی میں ہونیوالے مسلم لیگ کے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں؟ وہ کونسی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن مجید ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے ہم میں زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔''

علی گڑھ میں مارچ 1944ء کو اپنے ایک خطاب میں بانی پاکستان نے فرمایا کہ

''آپ نے غور فرمایا کہ پاکستان کے مطالبے کا محرک اور مسلمانوں کے لیے جداگانہ مملکت کی وجہ کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال بلکہ یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے۔''

اسی طرح 1947ء میں پاکستان کے افسران کو خطاب کے دوران بانی پاکستان نے اپنا نصب العین کچھ یوں بیان فرمایا کہ

''ہمارا نصب العین یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت کی تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں جو ہماری تہذیب و تمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں معاشرتی انصاف کے اسلامی تصور کو پنپنے کا موقع ملے۔''

کراچی میں جنوری 1948ء کو خطاب کرتے ہوئے بانی پاکستان نے کہا کہ

''اسلام محض چند رسومات اور روایات کا مجموعہ نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لیے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام سیاسی اور معاشی دونوں شعبوں میں ہماری رہنمائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے اصولوں کی بنیاد احترام انسانیت، آزادی اور انصاف پر مبنی ہے۔ جو لوگ اس ملک میں پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت اسلامیہ کے مطابق نہیں ہوگا انہیں جان لینا چاہیے کہ شرعی قوانین آج بھی اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو برس پہلے تھے۔''

طلبہ سے خطاب کے دوران 1944ء میں فرمایا کہ

''اسلام ہمارا رہنما ہے اور ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ حیات ہے' ہمیں کسی سرخ یا پیلے کی ضرورت نہیں اور نہ ہمیں سوشلزم، کیمونزم، نیشنلزم یا کسی دوسرے ازم کی ضرورت ہے۔''

21 مارچ 1948ء کو ڈھاکہ میں تقریر کرتے ہوئے بانی پاکستان نے فرمایا کہ

''میں چاہتا ہوں کہ آپ بنگالی، سندھی، بلوچی، اور پٹھان وغیرہ کی اصطلاحوں میں بات نہ کریں۔ کیا آپ وہ سبق بھول گئے ہیں جو تیرہ سو سال پہلے آپ کو سکھایا گیا تھا۔ یہ کہنے کا آخر کیا فائدہ ہے کہ

ہم پنجابی ہیں، سندھی ہیں، پٹھان ہیں۔ ہم تو بس مسلمان ہیں۔''

یکم جولائی 1948ء کو کراچی میں سٹیٹ بنک کے افتتاح کے موقع پر فرمایا:

''اگر ہم نے مغرب کا معاشی نظام اپنایا تو ہمیں اپنے عوام کے لئے خوشحالی حاصل کرنے میں مشکلات درپیش ہوں گی۔ ہمیں اپنی تقدیر اپنے علیحدہ اور منفرد انداز میں بنانا پڑے گی۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک ایسا مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہوگا جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی اصولوں پر قائم ہو۔''

قارئین کرام! بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا فرمودات سے نظریہ پاکستان اور حصول پاکستان کے مقاصد بالکل واضح ہو جاتے ہیں۔ بانی پاکستان نے جہاں پر مسلمانوں کے حقوق کی بات کی وہیں پر غیر مسلم اقلیتوں کے بارے میں بھی واضح اور دوٹوک موقف اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ

''ہم ہندوؤں کو کامل یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جائے گا۔ اس کے ثبوت میں ہماری تاریخ شاہد ہے اور اسلامی تعلیمات نے ہمیں یہی سکھایا ہے۔''

پھر فرمایا کہ

''ہم پاکستان میں تمام اقوام کا خیر مقدم کرتے ہیں جو پاکستان کی تعمیر وترقی میں ہمارے ساتھ شریک ہونا چاہتی ہیں۔''

قارئین! یہ تھا بانی پاکستان کا وطن عزیز پاکستان کے بارے میں نظریہ۔ یہی وجہ تھی کہ قیام پاکستان کے وقت بس یہی نعرے زبان زدعام تھے کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ، لے کے رہیں گے پاکستان بن کے رہے گا پاکستان، جی ہاں پھر دنیا نے دیکھا کہ پاکستان بن کے رہا لیکن یہ ایسے ہی نہیں بن گیا تھا بلکہ اس کے لئے خون کی ندیاں بہی تھیں، ہزاروں مسلمان ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی عصمتیں تار تار ہوئی تھیں' معصوم بچوں کو ان کی ماؤں کے سامنے نیزوں کی انیوں میں پرویا گیا تھا۔ انہی ہولناک مناظر کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے آغا شورش کاشمیری لکھتے ہیں کہ

''تمام برباد گاؤں ایک دوسرے سے مشابہ تھے۔ مثلاً ہم پٹنہ سے چند میل کے فاصلے پر ایک گاؤں میں گئے' سارا گاؤں آباد شاد نظر آیا' کھیت لہلہا رہے تھے، درخت سنتریوں کی طرح کھڑے تھے، پرندوں کی چہچہاہٹ سننے میں آرہی تھی، کمسن بچے اڑے پھر رہے تھے' لڑکے گلی ڈنڈا کھیل رہے تھے، کنیائیں چوپال کے نزدیک زاویے بن رہی تھیں' سب کے چہرے ہشاش بشاش تھے۔ کسی کے چہرے پر صدمے کا نشان تک نہ تھا کہ یہاں کوئی حادثہ ہوا ہے۔ ہم ایک حویلی پر رک گئے' باہر سے کچھ معلوم نہ ہوتا تھا کہ اس پر کیا بیتی ہے؟ اندر قدم رکھا تو ویرانی ہی ویرانی تھی، تمام چوبی دروازے نکال لئے گئے تھے، سامان لوٹ لیا گیا تھا، دیواروں پر لہو کی دھاریں تھیں، کپڑوں کو آگ لگا دی گئی تھی' معلوم ہوتا تھا کہ تماش بین ایک عفیفہ کو لوٹ کر اسے ننگا کر گئے تھے اور اس کے جسم پر زخموں کی چنت پڑی ہے۔ میں اس لرزہ خیز حالت کو دیکھ کر سہم گیا اور جب گاؤں کا مسلمان محلّہ دیکھا تو میرے بدن کا انگ انگ کانپ اٹھا، جنگ کے دوران تباہ کاریوں کا نقشہ یاد آگیا کہ فاتح قومیں کس طرح آبادیوں کو برباد کرتی ہیں، برقعوں میں دوڑتی ہوئی لڑکیوں کے کٹے ہوئے سر دیکھے، پستانوں کا ڈھیر، انگلیوں کی پوریں، سروں کا انبار، منجمد چہروں کی پتھرائی ہوئی آنکھیں، اوپلوں کی آگ سے جلی ہوئی لاشیں، کتابوں کی راکھ، ٹوٹے پھوٹے برتن، پھٹی ہوئی دیواریں، چھتوں کے بڑے بڑے شگاف، مکانوں سے شہتیر غائب، زنانے میں کنواں، اور کنویں میں تعفن، انسان کے گوشت کی سرانڈ، ٹوٹی ہوئی چوڑیوں کا بجھا ہوا الاؤ، آگ کے ہاتھوں ساز وسامان پر کئی پھٹی عبارتیں فضا میں نالہ ناکشیدہ اور ہوا میں آہ نارسیدہ، شقاوت، بربریت، تعدی، استبداد، ہلاکت، بے رحمی، سنگدلی اور خون ریزی کی منہ بولتی تصویریں، کیلوں سے ٹھکے ہوئے بچے، مقتول سہاگنوں کا لٹا پھٹا سہاگ، مردہ چہروں پر خون آلود لٹیں، سورہ والیل کا نالہ اضطراب، بچوں کے پنجر، آنکھوں میں حیا کی آخری ہچکی کا انجماد، جان چھپاتی ہوئی عصمتوں کے پیازی آنسو، اور آنسوؤں میں خون کی ملاوٹ، کٹے ہوئے کانوں میں ٹھہری ہوئی بالیاں، اور ٹوٹے ہوئے ہاتھوں میں پٹی ہوئی تالیاں، یہ سب کچھ دیکھا تو میرے ہوش پراں ہو گئے۔ سیاست کا طوفان اس حد تک چلا گیا تھا کہ خود خوف خدا تھرا رہا تھا۔ ہندو اس المیہ پر ہنستے اور مسلمان روتے تھے۔ مرنے والے کون تھے؟ کسان، مزارع، مزدور، محنت کش، کمیرے، اور ان کی مائیں، بہنیں، بیٹیاں' بیویاں، جگر پارے، نور نظر، برباد کون ہوا تھا۔ ان کے سہاگ، ان کی عزتیں، ان کے ناموس، ان کی حمیت۔ ایک آگ تھی جو پہلے سلگائی گئی پھر بھڑکائی گئی، آخر بجھا دی گئی، لیکن بقول غالب۔

آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا

اس رات مجھے ایک ثانیہ کو نیند نہ آئی۔ جاگتا رہا اور سوچتا رہا انسان اتنا درندہ ہو گیا ہے کہ صرف اختلاف مذہب کی بنیاد پر آبادیاں قتل کی جا سکتی ہیں۔''

(بوئے گل نالہ دل دودِ چراغ محفل از شورش کاشمیری صفحہ 436 تا 438)

''ہم ہندوؤں کو کامل یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جائے گا۔ اس کے ثبوت میں ہماری تاریخ شاہد ہے اور اسلامی تعلیمات نے ہمیں یہی سکھایا ہے۔''

محترم قارئین! یہ تو شورش کاشمیری صاحب نے صرف ایک گاؤں کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ہے۔ یہ کہانی تو ہر مسلمان گلی محلے میں دہرائی گئی تھی تب جا کر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔ افسوس کہ پاکستان ابھی نوآموز ہی تھا کہ بانی پاکستان اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور ان کی وفات کے بعد پاکستان کی باگ ڈور ایسے ہاتھوں میں چلی گئی کہ پاکستان جسے اسلام کا قلعہ بننا تھا وہ استعمار کی کالونی بن گیا۔ کبھی اس پاک وطن پر جنرل یحیٰ

باقی صفحہ 11 پر



عبدالرحمٰن بن حافظ علم الدین گجر جو کہ بریلوی عالم پیر مہر علی شاہ کے مرید تھے کے گھر مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۰ء کو چک نمبر ۱۶ جنوبی سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ میاں علم الدین بعد میں اہل حدیث ہو گئے تھے۔ مولانا عبداللہ نے ناظرہ قرآن اپنے گاؤں کی مسجد میں پڑھا' مڈل تک تعلیم مقامی گاؤں چک نمبر ۱۶ میں حاصل کی۔ آپ کے والد عبدالرحمٰن صاحب آپ کو اپنی ہمشیرہ جو کہ قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ میں رہائش پذیر تھیں کے گھر چھوڑ گئے۔ انہوں نے ۱۹۳۴ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے ادارے جامعہ محمدیہ چوک نیائیں میں داخل کرا دیا۔ جامعہ کے نصاب کے ساتھ ساتھ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۳۸ء میں منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات بھی اعلیٰ نمبروں میں پاس کیے اور پھر جامعہ محمدیہ سے ۱۹۴۰ء' ایک روایت کے مطابق ۱۹۴۱ء میں عالیہ کی سند حاصل کی۔ یہاں سے اعلیٰ پوزیشن حاصل کی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی کوشش سے ۱۹۴۰ء یا ۱۹۴۱ء میں ابھی پاکستان کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا کہ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ وہاں دو سالہ کورس مکمل کر کے واپس آئے۔ وہاں آپ کے اساتذہ میں سید سلیمان ندویؒ بھی شامل تھے جو کہ احناف کے بہت بڑے عالم اور فقیہ سمجھے جاتے ہیں۔

صدر ایوب خاں کے دور میں جب علماء کو تربیت دینے کے لیے کوئٹہ بلوچستان میں اکیڈمی قائم کی گئی تو اس میں آپ نے ۳ ماہ کا ریفریشر کورس کیا۔ اس کورس میں کل ۲۲ علماء تھے۔ ۱۲ دیوبندی' ۹ بریلوی اور اہل حدیث صرف ایک اور وہ تھے موصوف مولانا محمد عبداللہ۔ جنہوں نے تمام علماء میں سے اول پوزیشن حاصل کی۔

اس طرح آپ دینی اور دنیاوی تعلیم کے ماہر اور قابل استاد مشہور ہے۔ عربی' فارسی' اردو اور پنجابی زبان میں اچھی خاصی گفتگو کر سکتے تھے مگر ترجیحاً عام خطاب' درس و نجی مجالس میں پنجابی میں ہی گفتگو فرماتے۔ مولانا کے سننے والوں کو کسی اور خطیب کا اتنا لطف نہیں آتا تھا جتنا کہ مولانا کے پنجابی زبان اور عام فہم علمی بیان کا آتا تھا۔ شہر گوجرانوالہ کی کوئی مسجد ایسی نہ تھی جہاں سے لوگ خطاب سننے کے لیے نہ آتے ہوں' تقریباً ہر مسجد سے لوگ چوک نیائیں کی طرف آتے نظر آتے تھے۔

آپ نے تدریس کے دوران پڑھائی بھی جاری رکھی اور خطبہ جمعہ ۱۹۴۰ء میں مسجد دال بازار سے شروع کیا۔ وہاں درس قرآن بھی دیا کرتے تھے۔ لیکن جب ۱۹۶۸ء میں جناب مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ انتقال فرما گئے تو تمام تر ذمہ داریاں مولانا عبداللہ رحمہ اللہ کو سونپ دی گئیں۔ ایک دفعہ تو جماعت کو بہت پریشانی ہوئی کہ شاید مولانا سلفی رحمہ اللہ کی طرح جامعہ محمدیہ کی رونقیں بحال نہ ہو سکیں لیکن مولانا عبداللہ رحمہ اللہ نے کمال حکمت اور دانائی کے ساتھ تدریس' صبح کا درس اور خطبہ جمعہ دینا شروع کیا تو پہلے سے بھی زیادہ لوگ شریک ہونے لگے۔ یہاں تک کہ بعض مرتبہ بازار میں بھی صفیں بچھانا پڑتی تھیں۔

آپ کی دینی مسائل کے ساتھ ساتھ سیاسی مسائل اور ملکی حالات پر بھی گہری نظر ہوتی' اپنے خطبہ میں خوب تبصرہ و تجزیہ فرمایا کرتے جس بات کو غلط سمجھتے اس پر خوب برستے۔ راقم الحروف جامع مسجد مسلم اہل حدیث نوشہرہ روڈ میں تقریباً ساڑھے آٹھ سال خطیب رہا' کئی ایک نمازی درس تو صبح کا میرا سنتے تھے لیکن جمعہ وہ مولانا عبداللہ رحمہ اللہ کے پیچھے ہی پڑھتے تھے۔ اگر کبھی پوچھا جاتا کہ جمعہ یہاں کیوں نہیں پڑھا تو جواب ملتا کہ وہاں ملکی حالات پر تبصرہ ہوتا ہے اس لیے وہاں جمعہ پڑھ کر ملک کے تازہ حالات سے بھی خوب آگاہی ہو جاتی ہے۔

مولانا سلفی رحمہ اللہ بھی ملکی حالات پر بات کرتے تھے لیکن ان کا انداز قدرے نرم ہوتا تھا۔ جبکہ مولانا موصوف کا طرز گفتگو ان کے مقابلہ میں گرم اور سخت ہوتا تھا لیکن مبنی بر حقائق ہوتا تھا۔ کسی کو جرأت نہ ہوتی کہ مولانا کے سامنے ان کی بات کو غلط ثابت کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رعب اور دبدبہ ہی اس قدر عطا فرمایا تھا کہ کسی بھی مجلس اور پنچایت میں ہوتے تو وہی اس کے مرکز ہوتے۔ ان کے ہوتے ہوئے کسی کو موقعہ نہ ملتا سوائے اس کے کہ کوئی ایسی مجلس اور جلسہ وغیرہ ہو جہاں سب کو بولنے کی دعوت ہو لیکن پھر بھی مولاناؒ کی موجودگی میں بیان کرنے والوں کو بڑا محتاط رہنا پڑتا تھا کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو جائے۔

مولانا مرحوم کے لیے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ تقریباً ۶۰ سال تک جامعہ محمدیہ میں پڑھایا اور دینی خدمات تا حیات ایک ہی شہر اور مسند پر سرانجام دیں۔ یہی خوبی استاذی المکرم حضرت حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ کی تھی۔ انہوں نے بھی یہیں پڑھا اور پڑھایا' یہاں تک کہ موت کا پیغام آ گیا۔ ہمارے اکابر دنیا کے لالچ میں آئے روز مدرسے اور مسجدیں نہیں بدلتے تھے۔ آج کل کے خطباء کو ان شخصیات کی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

دینی وسیاسی بصیرت اور خدمات:

مولانا عبداللہ رحمہ اللہ بیک وقت خطیب' مدرس اور مفتی تھے' جماعت کے امیر اور سرپرست بھی رہے' شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ سے انہیں بے حد محبت تھی' ان کے ساتھ کئی ایک غیر ملکی دورے بھی کیے اور ان کی تحریک میں ان کا خوب ساتھ دیا۔ ملک بھر میں جماعتی اور سیاسی جلسوں میں نہایت علمی اور مدبرانہ خطابات فرماتے۔ اکثر جلسے آپ کے زیر صدارت ہوتے' علامہ شہید رحمہ اللہ ان کی نہایت قدر کرتے اور ان کے مشورے کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔

مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ نہایت دور اندیش انسان تھے۔ ایک مرتبہ چوک نیائیں میں ایک اجلاس منعقد ہوا' کئی ایک نوجوانوں نے علامہ شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد ملک میں توڑ پھوڑ کی صورت میں احتجاج کی بات کی تو مولانا فرمانے لگے کہ تم صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو اور قانون کو ہاتھ میں نہ لو۔ حکومت کے فیصلہ کا انتظار کرو۔ مولانا نے مزید فرمایا کہ جرأت مند اور بہادر قوموں کا یہ وطیرہ نہیں' ہماری تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر پوری تاریخ قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔

اس دوران مولانا نے نوجوانوں کو نہایت بصیرت کے ساتھ کنٹرول کیا اور صبر کا درس دیا۔ ایک وقت تھا کہ

اشتہار پر مولانا عبداللہ رحمہ اللہ، علامہ شہید رحمہ اللہ اور مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید رحمہ اللہ کے نام نمایاں ہوتے اور جس ضلع یا شہر میں جلسہ ہوتا پورے ضلع کی انتظامیہ سمیت تمام مذہبی جماعتوں میں بھی اس کا چرچا ہوتا تھا، یہ سب ان کے خلوص کی وجہ سے تھا۔

ماہانہ اجلاس:

مولانا عبداللہ کی سرپرستی میں جامعہ محمدیہ چوک نیائیں گوجرانوالہ میں ماہانہ علمی پروگرام ہوتا تھا جس میں علمی سوالات اور علماء کی ملاقات ہوتی تھی۔ ایک مقالہ پڑھ کر سنایا جاتا تھا جس کا بہت فائدہ تھا۔ کئی علماء یہ مقالہ سن کر اپنے خطبہ جمعہ کا موضوع بنا لیتے تھے۔ یہ پروگرام مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ کی نگرانی میں بھی کافی کامیاب رہا۔ ایک مرتبہ نماز مسنون کے موضوع پر مقالہ رکھا گیا۔ مقالہ نگار الشیخ حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ نے بیان شروع کیا تو اچانک ان کی طبیعت خراب ہو گئی اور عین موقعہ پر بہت پریشانی ہوئی۔ کافی علماء تشریف لائے تھے، مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ نے اعلان کیا کہ مولانا محمد صفدر عثمانی یہ مقالہ آگے چلائیں گے۔ راقم تو اس علمی مجلس سے استفادہ کے لیے گیا تھا لیکن مولانا کے اعلان کے مطابق جہاں شیخ نور پوری صاحب نے توقف فرمایا تھا میں نے وہاں سے شروع کر کے آخر تک مقالہ مکمل کیا اور سوالات کے جوابات بھی دیے۔ بعد میں مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ نے نہایت جاندار تبصرہ کر کے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور علماء سے بھی کہا کہ تم بھی مطالعہ کیا کرو، آج ایمرجنسی میں عثمانی صاحب نے بہت اچھا مقالہ پڑھا جس پر سامعین علماء نے بھی راقم کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔ کاش کہ آج کے جماعتی ذمہ داران حضرات بھی اس امر کی ضرورت کے پیش نظر اس کام کو جاری فرما دیں تاکہ علمی اور جماعتی رابطے مضبوط رہیں۔

ان اجلاسوں میں بعض احباب کے شکوے بھی ختم ہوتے رہتے ہیں۔ یہ سب ملاقات سے ہی ممکن ہوتا ہے ورنہ دوریاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

مطالعہ:

مولانا عبداللہ رحمہ اللہ کا مطالعہ بہت وسیع تھا، مدرسہ میں جو اسباق پڑھانے ہوتے ان کا بھی مطالعہ فرماتے۔ مسجد میں درس اور خطبہ ارشاد فرماتے، اس کے لیے حدیث وتفسیر کے ساتھ ساتھ روزانہ مکمل اخبار دیکھتے اور رات گئے مطالعہ فرماتے۔ بعض اوقات مطالعہ ہی میں فجر کی اذانیں ہو جاتیں۔ پوچھتے کہ کیا فجر ہو گئی ہے؟ آپ کے اردگرد اور چارپائی پر اکثر مختلف موضوعات کی کئی کتب دیکھی جاتی تھیں۔

مولانا مجلس اور پنچایت کے آدمی تھے، لوگ اپنے جھگڑے اور معاملات کے حل کے لیے بھی آتے۔ ایک مرتبہ ہم مولانا کے پاس بیٹھے تھے کہ مسجد مقدس صادق روڈ کی انتظامیہ اور مولانا اسماعیل خلیق تشریف لائے، جماعت کو مولانا خلیق رحمہ اللہ پر کچھ اعتراضات تھے۔ مولانا خلیق نے بھی اپنی بات سنائی، مولانا نے جماعتی احباب کو سمجھایا اور تنبیہ بھی فرمائی کہ تم لوگ خطیب صاحب کو ملازم اور نوکر سمجھتے ہو؟ مولوی انسان نہیں؟ مولوی سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں، تم ہزاروں غلطیاں کرو، لیکن تمہیں کبھی کسی نے مسجد سے نکالا ہے؟ ان کو بھیج کر بعد میں خلیق صاحب کو بھی خوب سمجھایا کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے منبر ومحراب کے وارث ہیں، ہمیں لوگوں کے لیے نمونہ بننا چاہیے۔ لہٰذا آئندہ مجھے یہ شکایت نہیں آنی چاہیے اور اس طرح مولانا کی حکمت عملی سے صلح ہو گئی۔

تالیف اور تحریر:

مولانا اپنی بے پناہ ذمہ داریوں کی بنا پر کوئی مستقل کتاب تو تحریر نہ کر سکے البتہ وقتاً فوقتاً ضرورت کے وقت مضامین بصورت کالم ہفت روزہ اہل حدیث ''الاسلام'' میں اور بعض فتاوے بھی تحریر فرماتے۔ اکثر فتاوے طلاق کے مسائل پر ہوتے تھے۔ کاش! ان تمام تحریرات کو کوئی شخص کتابی شکل دے دے۔

مناظرے:

مولانا نے اپنے وقت میں کافی مناظرے بھی کیے جن میں سے ۲ مناظرے دیوبندی عالم مولانا غلام سرور فاضل دار العلوم دیوبند سے تھے۔ ایک ۱۶ چک جنوبی سرگودھا میں رفع الیدین کے موضوع پر اور دوسرا سمندری ضلع فیصل آباد میں ہوا جو کہ فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر تھا۔ دونوں میں مولانا غلام سرور لاجواب اور شکست خوردہ ہوئے۔ عوام نے کہا کہ مولانا عبداللہ کی بات تو سمجھ آتی ہے کہ کیا کہتے ہیں جبکہ مولانا غلام سرور کی بات کی کچھ سمجھ نہیں آتی۔ لہٰذا ہم آئندہ فاتحہ پڑھیں گے، رفع الیدین بھی کریں گے۔ اس طرح کئی ایک لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ عطاء فرمائی۔ مولانا گفتگو کے شہسوار تھے، حجیت حدیث پر مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا مودودی صاحب کو لاجواب کر دیا تھا۔

دیوبند مکتب فکر کے مشہور عالم مولانا قاضی شمس الدین (گوجرانوالہ) سے تحریری گفتگو ہوئی جس میں قاضی صاحب کو مولانا عبداللہ رحمہ اللہ کا موقف ماننا پڑا اور انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ آپ حق پر ہیں، تراویح کا عدد مسنون آٹھ رکعات ہی ہے نہ کہ ۲۰ رکعات۔

۱۹۶۷ء میں شیعہ کے مشہور مناظر اسماعیل (گوجرہ) سے ماتم پر مناظرہ ہوا جس میں وہ لاجواب ہو کر لوٹے کیونکہ عوام کا فیصلہ مولانا عبداللہ کے حق میں آ گیا تھا۔ غالباً ۱۹۶۹ء کی بات ہے جب گوجرانوالہ میں منکرین حدیث موجود تھے، یہاں سے ان کے ماسٹر محمد علی ہر ماہ ایک رسالہ ''بلاغ'' نکالتے تھے۔ ان سے معراج النبی ﷺ کے جسمانی ہونے اور نمازوں کے اوقات پر مناظرہ ہوا، لیکن مد مقابل کو شکست ہوئی جس کا آج گوجرانوالہ میں نام ونشان تک نہیں رہا۔

تحریکی ذوق:

مولانا تحریکی آدمی تھے، اپنے وقت میں ہر اٹھنے والی تحریک میں خوب حصہ لیا۔ وہ تحریک تحفظ ناموس رسالت ہو، تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء ہو، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء ہو، تحریک پاکستان ہو یا تحریک نجات ہو جو کہ پیپلز پارٹی سے جان چھڑانے کے لیے چلائی گئی۔ مولانا نے ان سب تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے۔ دراصل مولانا نہایت بہادر ودلیر آدمی تھے، وہ حق بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتے اور کسی کی پروا کیے بغیر اپنا موقف بیان کرتے۔ آپ دین اور سیاست کو جدا نہیں سمجھتے تھے اس لیے ۷۰ کی دہائی میں آپ نے الیکشن میں بھی حصہ لیا۔

دینی خدمات:

ماہ فروری ۱۹۶۳ء کو مولانا نے دالبازار میں خطابت کے دوران جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم کے نام پر مدرسہ قائم کیا جس کا افتتاح محدث حضرت حافظ محمد گوندلوی اور فقیہ امت حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی نے مارچ ۱۹۶۳ء میں کیا۔ جب ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ انتقال کر گئے تو اس کے بعد دو جامعات ایک ساتھ چلانا مشکل تھا۔ اس لیے جماعت نے مل کر فیصلہ کیا

کہ جامعہ شرعیہ دال بازار اور جامعہ محمدیہ دونوں کو ضم کر دیا جائے اور تمام تر ذمہ داری مولانا محمد عبداللہ کو دے دی جائے۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوگیا اور مولانا عبداللہ نے بھی قبول فرما لیا۔ جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ جو کہ کئی ایکڑ زمین پر قائم ہے یہ عظیم دینی درسگاہ مولانا کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

مولانا شہر سے جامعہ تک روزانہ پیدل جاتے اور پسینے سے شرابور ہو جاتے تھے۔ میں نے خود مشاہدہ کیا کہ آپ جامعہ کے گیٹ کے قریب چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ ہر آنے جانے والے پر نظر ہوتی اور ابتدائی کلاسوں کو بلوغ المرام خود پڑھاتے۔ ان کا خیال تھا کہ ابتدائی مراحل میں طلبہ پر صحیح توجہ دی جائے تو بچے کامیاب ہوتے ہیں۔ ۱۹۹۹ء میں جب آپ پر فالج کا حملہ ہوا تو آپ صاحب فراش ہو گئے لیکن بعض دفعہ طلبہ کو دیکھنے کے شوق میں وہیل چیئر پر بیٹھ کر ہر کمرہ کے سامنے جا کر بچوں کو دیکھ کر مسکراتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ تقریباً ساڑھے تین سال تک اس مرض میں مبتلا رہے۔ سب عزیز و اقارب نے بہت خدمت کی۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے جو یقیناً مولانا کے لیے ایک عظیم صدقہ جاریہ ہے۔

میرے ساتھ حسن سلوک:

۱۹۹۵ء کی بات ہے کہ میں حج بیت اللہ کے لیے حجاز مقدس میں تھا۔ میری عدم موجودگی میں ہماری مسجد کی انتظامیہ نے مجھے اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دیا۔ چنانچہ وطن واپسی پر میں مولانا عبداللہ رحمہ اللہ کے پاس گیا اور انہیں سارا واقعہ سنایا تو مولانا نے کمال شفقت فرمائی اور پند و نصائح سے نوازا۔ تسلی دی کہ علماء کے ساتھ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں لہٰذا تم ہمت نہ ہارو۔ آپ نے اسی وقت جامع مسجد ریاض الجنۃ فیروز والا روڈ کی چابی عنایت فرمائی اور کہا کہ جاؤ مسجد کے انتظامات سنبھالو اور خطبہ جمعہ و نمازیں وغیرہ پڑھاؤ۔ اس دوران پہلی مسجد کی انتظامیہ سے کچھ عرصہ کے لیے صلح ہوئی لیکن پھر استعفیٰ دینا پڑا۔ چنانچہ مولانا علیہ الرحمہ کو اعتماد میں لے کر ۱۹۹۷ء کے اوائل میں اندرون اعوان چوک گوجرانوالہ میں مسجد عرفات و مدرسہ عثمانیہ اہل حدیث کا سنگ بنیاد رکھا۔...... (جاری)

طب و صحت

گل بنفشہ ...... نزلہ زکام کیلئے تیر بہدف

جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

گل بنفشہ جو کہ خود رو ہے طب مشرقی میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ نزلہ و زکام اور کھانسی کے لیے استعمال ہونے والے ہر موسم میں مفید و مقبول جوشاندے کا سب سے اہم جزو ہے۔ انگریزی میں اسے (Wild Violet) کہتے ہیں۔ بنفشہ کی ایک قسم کاشت بھی کی جاتی ہے جسے بنفشہ بستانی کہتے ہیں۔ تاہم خود رو بنفشہ زیادہ مفید خیال کیا جاتا ہے۔ بنفشہ ایک پہاڑی پودا ہے جو موسم گرما میں سایہ دار مقامات پر ہوتا ہے۔ اس پودے کی بلندی ڈیڑھ بالشت تک جبکہ شاخیں پتلی ہوتی ہیں جو ایک ہی جڑ سے منسلک ہوتی ہیں۔ اس کے پتے انار اور مہندی کی طرح مگر درمیان میں قدرے چوڑے جبکہ کونے تھوڑے نکلے ہوتے ہیں۔ ہر شاخ پر چھوٹا سا پھول ہوتا ہے جو گل بنفشہ کہلاتا ہے۔ یہ پھول موسم بہار، مارچ، اپریل میں آتے ہیں اور اسی موسم میں جمع کر لیے جاتے ہیں۔ ان پھولوں کی رنگت نیلی، پیلی اور آسمانی ہوتی ہے۔ زیادہ تر رنگت زردی مائل ہوتی ہے۔ بنفشہ کشمیر، نیپال اور مغربی ہمالیہ کے پہاڑوں پر ہوتا ہے مگر کاشت کردہ بنفشہ پاکستان، ہندوستان اور ایران میں بھی عام ملتا ہے۔

طب مشرقی کی مقبول و معروف دوا جوشاندہ جو صدیوں سے نزلہ زکام کھانسی اور گلے کی خراش کے لیے مستعمل ہے اس کا اہم جزو گل بنفشہ ہے جو طبی نقطہ نگاہ سے نزلہ زکام، گلے کی خراش، حلق کے ورم، سینے کی جکڑن اور بخار میں مفید ہے۔ اس کے علاوہ یہ ملین (قبض کشا) اور آنتوں سے صفراء خارج کرتا ہے۔ پیاس کو تسکین دیتا، خون کی حدت کو کم کرتا اور نیند لاتا ہے۔ پیشاب کے رکنے یا دقت سے آنے، مثانہ کی سوزش اور جلن میں مفید ہے۔ گل بنفشہ پیشاب کھل کر لاتا ہے، اگر کسی وجہ سے پیشاب کھل کر نہ آ رہا ہو تو گل بنفشہ پچاس گرام اور برگ ارنڈ ڈیڑھ سو گرام لے کر تین لیٹر پانی میں جوش دے کر چھان کر نیم گرم پانی پیڑو کے مقام پر دھارنے سے پیشاب کھل کر آ جاتا ہے۔

گل بنفشہ کے پھول دس گرام نصف لیٹر پانی میں جوش دے دیں، جب آدھا کپ پانی رہ جائے تو اس کا لعاب نکال لیں، پھر روغن گل ۵۰ ملی لیٹر میں شامل کر کے پکائیں۔ جب صرف تیل باقی رہ جائے تو نیم گرم حالت میں کانوں میں ٹپکانے سے کان درد اور کان میں پیپ آنے میں فائدہ ہوتا ہے۔ نیند لانے کے لیے گل بنفشہ کو بھگو کر مل کر پینے سے بدن اور دماغ کی خشکی دور ہو جاتی اور نیند آتی ہے۔ گل بنفشہ کے استعمال سے جسم میں تری آتی اور ورم تحلیل ہوتے ہیں۔ گل بنفشہ گلے اور سینے کے امراض میں زیادہ استعمال ہونے والی عام دوا ہے۔ گل بنفشہ پیس کر شکر سفید ملا کر گرم پانی کے ساتھ پینے سے بلغم بذریعہ دست خارج ہو جاتی ہے۔ جبکہ نزلہ زکام اور بخار میں اس کا جوشاندہ مفید ہے۔ گل بنفشہ کے پتے سونگھنے سے درد سر میں افاقہ ہوتا ہے۔ اگر معدہ یا غذا کی نالی میں جلن ہو یا ورم ہو، بھوک کم لگے، پیاس بڑھ جائے تو گل بنفشہ پیالی بھر پانی میں چند گھنٹے بھگو رکھیں، پھر مل چھان کر صبح و شام پلانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ طب مشرقی میں گل بنفشہ کے حسب ذیل مرکبات مروج و مقبول ہیں:

خمیرہ بنفشہ

طب مشرقی کی صدیوں سے استعمال ہونے والی معروف دوا مرکب ہے جو سینہ کی جکڑن دور کرنے اور پسلیوں کے لیے مفید ہے۔ دماغ کی خشکی کو دور کرتا اور قبض کو ختم کرتا ہے۔ صفراء کا اخراج کرتا اور نمونیہ میں فائدہ دیتا ہے۔

شربت بنفشہ

گل بنفشہ کا شربت طب مشرقی میں زمانہ قدیم سے مستعمل ہے جو نزلہ زکام کھانسی، سردرد اور بخاروں میں مفید ہے۔

روغن بنفشہ

دماغی خشکی، جسم کی خارش کے علاوہ بالوں کے لیے فائدہ مند ہے۔

جوشاندہ

نزلہ زکام، کھانسی اور گلے کی خراش کے لیے ہزاروں سالوں سے طب میں زیر استعمال ہے، اس کا اہم جزو گل بنفشہ ہے۔ اب یہ جوشاندہ مختلف تجارتی ناموں سے ایکسٹریٹ کی صورت میں بھی دستیاب ہے۔ اس جوشاندہ کی اہمیت ہر دور میں مسلمہ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام آج بھی اسے گھروں میں خود ہی استعمال کرتے ہیں۔

خط و کتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی
ہمدرد مطب، حکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور 042-37803520

پڑوسیوں کے حقوق

تحریر: جناب مولانا امیر افضل اعوان

دور حاضر میں نفسانفسی کا یہ عالم ہے کہ آج ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو پس پشت ڈال کر زندگی بسر کررہے ہیں۔ ہم خود کو بڑے فخر سے مسلمان کہتے ہیں، مگر اسلامی تعلیمات اور احکامات الٰہی بارے ہماری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اگر کچھ معلوم ہے بھی تو اس پر عمل کا فقدان ہمارے قول وفعل کے تضاد کی طرح اس قدر حاوی ہے کہ اللہ کی پناہ۔ ذرج ذیل سطور میں ہم ہمسایہ کے حقوق پر روشنی ڈالیں گے اور احادیث مبارکہ سے اس کی اہمیت وافادیت اجاگر کریں گے کیونکہ آج کل اکثریت اس معاملے میں تساہل ولا پروائی کا شکار ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہمسایہ کے حقوق بارے فرمایا گیا سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا:

''جس شخص کو نرمی کا حصہ دیا گیا، اسے دنیا وآخرت کی بھلائی کا حصہ مل گیا اور صلہ رحمی، حسن اخلاق اور اچھی ہمسائیگی شہروں کو آباد کرتی ہے اور عمر میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔'' (مسند احمد)

ایک اور حدیث شریف میں بیان ہے سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''کون آدمی ہے جو مجھ سے پانچ باتیں حاصل کرے اور ان پر عمل کرے یا کم از کم کسی شخص کو بتادے جو ان پر عمل کرے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کروں گا، نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور انہیں شمار کرنے لگے۔ ① حرام کاموں سے بچو سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے ② اللہ کی تقسیم پر راضی رہو سب سے بڑے غنی بن جاؤ گے ③ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرو مومن بن جاؤ گے ④ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو لوگوں کے لئے بھی وہی پسند کرو مسلمان بن جاؤ گے ⑤ کثرت سے نہ ہنسا کرو کیونکہ کثرت سے ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔'' (مسند احمد)

قربان جایئے! آپ ﷺ نے چند الفاظ میں ہی دونوں جہانوں کی کامیابی کا کیسا پیارا نقشہ کھینچ دیا۔

دین اسلام میں ایک جانب یہ بتایا جارہا ہے کہ جو پڑوسی کا خیال نہ رکھے تو اللہ پاک اس سے ناراض ہوجائے گا، یہ بھی کہ جو اپنے ہمسائے کو ستائے وہ مومن ہی نہیں تو دوسری جانب یہ بھی وضاحت کی جارہی ہے کہ ایسے شخص کی عبادات بھی قبول نہیں اور وہ جہنم میں جائے گا۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث پاک میں آتا ہے سیدنا

جو پڑوسی کا خیال نہ رکھے تو اللہ پاک اس سے ناراض ہوجائے گا، یہ بھی کہ جو اپنے ہمسائے کو ستائے وہ مومن ہی نہیں تو دوسری جانب یہ بھی وضاحت کی جارہی ہے کہ ایسے شخص کی عبادات بھی قبول نہیں اور وہ جہنم میں جائے گا۔

ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ

''ایک آدمی نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں عورت کثرت سے نماز، روزہ اور صدقہ کرنے میں مشہور ہے لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو ستاتی ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنمی ہے۔'' پھر اس نے کہا اللہ کے رسول! فلاں عورت نماز، روزہ اور صدقہ کی کمی میں مشہور ہے، وہ صرف پنیر کے چند ٹکڑے صدقہ کرتی ہے لیکن اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو نہیں ستاتی تو فرمایا: وہ جنتی ہے۔'' (مسند احمد)

ہمسایہ کی اہمیت ایک حدیث مبارکہ میں اس طرح بیان کی گئی ہے سیدنا ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹیاں گاڑنے سے منع نہ کرے۔'' پھر سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے تھے کہ کیا بات ہے کہ میں تم کو اس حدیث سے روگردانی کرنے والا پاتا ہوں، واللہ! میں تمہارے مونڈھوں کے درمیان گاڑ کر رہوں گا۔'' (صحیح بخاری)

حقوق ہمسائیگی کا اسلام میں اس قدر بیان ہے کہ ایسا محسوس ہونے لگا گویا پڑوسی آپ کے گھر یا خاندان کا ہی ایک شخص ہو۔ اس بارے میں ایک حدیث مبارکہ میں بیان ہے:

ایک انصاری صحابی ؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلا، وہاں پہنچا تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک اور آدمی بھی ہے جس کا چہرہ نبی کریم ﷺ کی طرف ہے، میں سمجھا کہ شاید یہ دونوں کوئی ضروری بات کر رہے ہیں، بخدا! نبی کریم ﷺ اتنی دیر کھڑے رہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ پر ترس آنے لگا، جب وہ آدمی چلا گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آدمی آپ کو اتنی دیر لے کر کھڑا رہا کہ مجھے آپ ﷺ پر ترس آنے لگا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبریل علیہ السلام تھے جو مجھے مسلسل پڑوسی کے متعلق وصیت کررہے تھے حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہونے لگا کہ وہ اسے وراثت میں بھی حصہ دار قرار دے دیں گے۔'' پھر فرمایا: ''اگر تم انہیں سلام کرتے تو وہ تمہیں جواب ضرور دیتے۔'' (مسند احمد)

ہمسایہ کے حق وراثت تک جا پہنچنے کے خدشات بارے اور بھی احادیث منقول ہیں، جن میں کوئی ابہام باقی نہ ہے۔ پڑوسیوں کے حقوق کے حوالے سے سیدنا معاذ بن جبل ؓ سے منقول ہے کہ

ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! پڑوسی کا حق کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ تجھ سے قرض مانگے تو اسے قرض دے، اگر تجھ سے مدد مانگے تو اسے مدد مہیا کر، اگر ضرورت مند ہو تو اسے

باقی صفحہ 11 پر

مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کی روداد

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس امیر محترم پروفیسر علامہ ساجد میر حفظہ اللہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز ڈاکٹر حافظ مسعود اظہر صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ ایجنڈا پر شق وار بحث سے پہلے امیر محترم نے شرکاء اجلاس کی آمد کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد آپ نے جماعتی کارکردگی پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جماعتی دورے اور رابطے میں کچھ کمی آئی ہے۔ اس کی وجہ مرکزی وصوبائی قائدین کی طبیعت کی ناسازی ہے۔ پنجاب کی سطح پر ڈویژنل کانفرنسیں کافی حد تک اس کمی کو پورا کر رہی ہیں۔ یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔

انہوں نے کہا کہ اہل حدیث یوتھ فورس کے معاملے میں جو مسائل درپیش ہیں اس بارے میں ایک دائرے میں رہ کر بات کرنا چاہیے۔ اس سے پہلے بھی ہم نے بفضلہ تعالیٰ بحرانوں کا مقابلہ کیا ہے یقیناً اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوتی رہی ہے اور ہوگی۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پر امید ہوں۔ علامہ صاحب کے حوالے سے جو باتیں زور وشور سے اٹھائی جاتی ہیں وہ عارضی مرحلہ ہے۔ علامہ صاحب کے نام کو سامنے رکھ کر بحران پیدا کرنا افسوسناک ہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ شہید کے کندھوں پر چڑھ کر جماعت میں آنے والی بات کے جواب میں امیر محترم نے کہا کہ سب سے پہلے مجھے مولانا داود غزنویؒ نے جماعت کی عاملہ کا ممبر نامزد کیا جبکہ علامہ شہیدؒ اس وقت طالب علم تھے۔ پھر ۱۹۷۳ء میں سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ کو امیر جماعت اور مجھے ناظم اعلیٰ بنایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ علامہ شہیدؒ کے بیٹے ان کے نسبی وصلبی وارث ہیں جبکہ ''جماعتی وارث'' میں ہوں۔ امیر محترم نے اجلاس میں مدارس کے دفاع، پیغام ٹی وی سمیت دیگر معاملات پر سیر حاصل گفتگو کی۔ مولانا محمد نعیم بٹ، مولانا عرفان اللہ ثنائی، رانا خلیق خاں پسروری، مولانا عبدالرحمٰن ثاقب، مولانا حافظ یونس آزاد نے سوشل میڈیا کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ سوشل میڈیا میں بہت سے گروپ بنائیں جو جماعت کے حوالے سے کام کریں۔ سائبر ونگ اور ٹیم بنا کر غیر شائستہ گفتگو کا اچھے الفاظ وانداز میں جواب دیا جائے تاکہ مسلک پر حرف نہ آئے۔ ردعمل اخلاقی ہونا چاہیے۔ قاضی ریاض قدیر، حافظ عبدالحمید عامر، مفتی اسلم خاں، مولانا سیف اللہ عابد، مولانا یوسف پسروری، پروفیسر شیخ عتیق الرحمٰن نے کہا کہ محترم خالد علوی نے صلح کے حوالے سے کافی کوششیں کی ہیں مگر سب کی جدوجہد غیر اصولی اور ناجائز مطالبات کی نذر ہوگئیں۔ انہوں نے کہا کہ AYF کے ذمہ داران کو آزاد نہ کیا جائے۔ انہیں مرکزی، ضلعی تحصیلی جماعت کے ماتحت کام کرنے اور منشور کا پابند کیا جائے۔

حافظ فیصل افضل شیخ نے AYF کے حوالے سے شرکائے اجلاس کو بریف کرتے ہوئے کہا کہ 95% فیصد نوجوان جماعت کیساتھ ہیں۔ سندھ کا دورہ بھی کیا ہے۔ پورے ملک میں نتائج حوصلہ افزا ہیں۔ میں اور میرے رفقاء دیگر اضلاع میں بھی رابطے میں ہیں۔ مولانا حافظ عبدالعلیم یزدانی نے کہا کہ جھنگ میں ہم نے ان کا بائیکاٹ کیا، چند علماء کرام سے رابطے بھی کیے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جماعت کی تقویت کے لیے حافظ ابتسام الٰہی ظہیر اور مولانا عبدالرحیم گجر ودیگر سے بھی رابطے کیے جائیں۔ الشیخ مولانا علی محمد ابوتراب نے دہشت گردی کے حوالے سے کہا کہ ہر فرد ملکی سالمیت میں اپنا کردار ادا کرے اور مشکوک افراد کے حوالے سے حکومت سے تعاون کیا جائے۔ یہ تعاون حکومت کا نہیں بلکہ ہر ایک کا اپنا تحفظ ہے۔ تعلیمی اور میڈیا کے سلسلے میں اپنی جماعتی پالیسی کو واضح کر کے عملدرآمد کرنا چاہیے۔ سوشل میڈیا پر غلط بات کا احسن انداز میں جواب دیا جائے۔ پیغام ٹی وی کے مالی معاملات اور اس کی نشریات کی توسیع کے لیے تعاون کرنا چاہیے۔ پیغام ٹی وی کے تمام مالی معاملات کی تفصیلات دفتر میں موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اہل حدیث یوتھ فورس جماعت کی ذیلی تنظیم ہے ان کے ساتھ بھی ہر سطح پر تعاون کیا جائے۔ امیر محترم نے دوران اجلاس مولانا طارق محمود یزدانی سے جناب مولانا قاری محمد حنیف ربانی کی رہائش گاہ پر ہونے والی گفتگو کے حوالے سے بات کی اور کہا کہ میں نے ان کے سامنے ﴿وَاِذَا جَآءَهُمۡ اَمۡرٌ مِّنَ الۡاَمۡنِ اَوِ الۡخَوۡفِ﴾ والی آیت پڑھی اور ان کو احساس دلایا کہ وہ جلسوں میں جماعت اور میری ذات پر تصدیق اور ثبوت کے بغیر الزام تراشی کیوں کرتے ہیں تو ان سے کوئی جواب نہ بن سکا۔ اس کے بعد سابقہ اجلاس میں بھی ان سے بات کی، تحریری وارننگ بھی دی کہ آپ مرکز گریز گروپ کے اجلاس میں جاتے ہیں لیکن انہوں نے جواب نہ دیا۔ انہوں نے کہا کہ ان دو افراد (مولانا مشتاق چیمہ، مولانا طارق محمود یزدانی) کے حوالے سے میری رائے یہ ہے کہ ان کو عہدوں سے فارغ کر دیا جائے۔ مالی معاملات کی شق کے حوالے سے فیصلہ کیا گیا کہ نادہندہ اضلاع سے امیر محترم خود رابطہ کریں گے۔ اجلاس کے آخر میں صدر اجلاس نے پیغام چینل کے مالی معاملات کو بڑی تفصیل کے ساتھ اجلاس میں واضح کیا۔ اجلاس کا اختتام امیر محترم کی دعائے خیر سے ہوا۔

اجلاس کے اہم فیصلے:

① مجلس عاملہ نے متفقہ طور پر مولانا طارق محمود یزدانی، مولانا مشتاق چیمہ کو امارت اور سرپرستی کے عہدوں سے برطرف کر دیا۔

② جماعتی نظم کی خلاف ورزی کرنے والے علماء کرام کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

③ سوشل میڈیا پر جماعتی گروپ، سائبر ونگ کی ٹیموں کے ساتھ احسن انداز سے گفتگو کی جائے۔

اجلاس میں مولانا محمود عباس، حافظ عبدالباسط شیخوپوری، مولانا ابراہیم طارق آف کراچی، مولانا یٰسین راہی، سید عتیق الرحمٰن شاہ، مولانا محمد حسن سموں، حافظ عبدالمجید بٹ، مولانا محمد صادق عتیق، مولانا انس مدنی، ملک محمد سلمان، مولانا غلام اللہ محمدی، مولانا محمد ارشد بیگم کوٹی، حافظ شاہد امین، حافظ محمد طیب معاذ، ڈاکٹر حماد لکھوی، میاں عبدالغفار، حافظ مسعود اظہر، مولانا دانیال شہاب مدنی، مولانا خالد اظہر، میاں محمد راشد ودیگر بھی شریک ہوئے جبکہ مولانا یٰسین ظفر، پروفیسر عبدالستار حامد، پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی، مولانا یوسف قصوری، مولانا نجیب اللہ طارق، ڈاکٹر حمود لکھوی، حافظ ظفر اللہ خاں، پروفیسر عبدالرحمٰن شارق، حافظ عمران عریف، پروفیسر سعید کلیروی اور حافظ عبدالشکور شیخوپوری نے اپنی ناسازی طبع، شادی اور اہم ضروری مصروفیات کے سبب اجلاس میں شریک ہونے سے معذرت کی۔

رپورٹ: عبدالرحیم قریشی

انقلابی اقدام

◉ امیر ضلع قصور مولانا عبدالرشید اصغر (اللہ والے) کی سرپرستی میں عبداللہ ویلفیئر فاؤنڈیشن شہر کھڈیاں میں ہر دو ماہ بعد ایک حق دار بیٹی کی شادی کا انتظام کرے گی، بیٹی کو ضروری گھریلو سامان بھی دیا جائے گا اور نکاح پر آنے والے مہمانوں کے لیے کھانے کا اہتمام بھی ہوگا۔ اہالیان کھڈیاں اور دیگر حق دار رابطہ کریں۔ ☆ خاص اعلان: ان شاء اللہ عنقریب ایک ایمبولینس بھی میدان عمل میں رہی ہے۔

رابطہ: عبداللہ صدر ویلفیئر فاؤنڈیشن، کھڈیاں خاص ضلع قصور

0306-4316470 - 0305-4401839

اخبار الجماعۃ

جغرافیے کی طرح نظریے کا بھی تحفظ کریں گے

⊙ نوید ضیاء فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام یوم پاکستان کے حوالے سے ''23 مارچ 1940ء تا 2017ء، 77 سالوں میں کیا کھویا کیا پایا'' کے عنوان سے بزم نوید ضیاء کا انعقاد کیا گیا بصدارت مولانا محمد صادق عتیق نے کی جبکہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث سٹی پروفیسر قاری محمد سعید کلیروی اور ناظم صاحبزادہ حافظ محمد عمران عریف مہمان خصوصی تھے۔ مقررین نے اپنے خطابات میں کہا کہ وطن عزیز کو اصل نقصان قومیت اور لسانیت کے نام پر سیاست کرنے والوں نے پہنچایا اور اپنے منہ کی کالک علما اور دینی مدارس پر ملنے کی کوشش کی ہے۔ تحریک پاکستان کی ابتدا سے قرارداد پاکستان اور پھر قیام پاکستان سے استحکام پاکستان تک علمائے اہلحدیث کا کردار تاریخ کا سنہرا باب ہے۔ ہمیں اپنی نوجوان نسل کو اکابرین کی خدمات سے روشناس کروانا ہوگا۔ مولانا محمد صادق عتیق نے کہا کہ وزیراعظم صاحب بتائیں کہ کیا قائداعظم اور علامہ اقبال نے سیکولر پاکستان کا خواب دیکھا تھا؟ پروفیسر قاری محمد سعید کلیروی نے کہا کہ دہشت گردی کو کسی مذہب یا مسلک سے جوڑنا ہی دہشت گردی کیخلاف جنگ کو کمزور کرتا ہے۔ یوم پاکستان ہمیں اساسی نظریات کے تحفظ کا سبق دیتا ہے۔ صاحبزادہ حافظ محمد عمران عریف نے کہا کہ ہمارے آباء نے پاکستان بنانے کیلئے جان و مال کی قربانیاں دی ہیں ہم اسے بچانے کے لئے ہر طرح کی قربانی کا عزم کرتے ہیں۔ حکمران پاکستان کے لئے کچھ ایسا کر جائیں کہ تاریخ انہیں اچھے لفظوں میں یاد رکھے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی نظریاتی اساس کے تحفظ میں دینی مدارس اور مذہبی قوتوں کا اہم کردار ہے، خصوصاً علامہ پروفیسر ساجد میر کا جرأت مندانہ کردار سب سیاسی و مذہبی جماعتوں کے لئے لائق تقلید ہے۔ علامہ ساجد میر نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ حکومتی اتحادی ہونے کے باوجود اپنے موقف پر چٹان کی طرح کھڑے ہیں۔ صدر نوید ضیاء فاؤنڈیشن مولانا محمد ابرار ظہیر نے اپنے خطاب میں کہا کہ فکری محاذ پر لڑی جانے والی صلیبی جنگ میں توہین رسالت مغرب اور زر پرستوں کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ گستاخوں کو قانون کی پکڑ میں نہ لایا گیا تو لوگ خود قانون بن جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ سیکولر قوتیں قانون توہین رسالت کا خاتمہ چاہتی ہیں حالانکہ انہیں علم نہیں کہ یہی قانون عوام الناس کو اشتعال انگیزی سے روکتا ہے۔ مولانا حافظ عبدالشکور شیخوپوری، مولانا محمد عارف اثری، مولانا حافظ عبیدالرحمان اعظم، مولانا امتیاز محمدی، مولانا عباس راشد، مولانا قاری محمد شفیق بٹ، مولانا قاری غلام مصطفیٰ، محمد عمران حنیف، عبدالرحمان بٹ، مولانا قاری ابوبکر عثمانی اور دیگر علماء نے بھی خطاب کیا۔

توہین رسالت کے مرتکب کو سزا دینا فرض ہے

⊙ توہین رسالت ﷺ کے مرتکبین کو سزا دینا حکومت کا فرض ہے۔ الحمدللہ! ہم ایک اسلامی ملک میں رہتے ہیں۔ لہذا اس ملک میں کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ مقدس ہستیوں کی توہین کرے۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد کے امیر حافظ مقصود احمد نے گذشتہ روز کابینہ کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کیا۔ ان کے حکم پر خطباء مساجد نے خطبہ جمعہ میں حرمت رسول ﷺ کے حوالے سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ حرمت رسول ﷺ اور استحکام پاکستان کے حوالے سے عنقریب مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد ایک بہت بڑی کانفرنس کا انعقاد کر رہی ہے۔ اجلاس میں چوہدری محمد یوسف سلفی، چوہدری محبوب احمد، حافظ محمد الیاس چوہدری، حافظ عابد رشید، محمد رفیق بھٹی اور ایم این اے سلفی شامل تھے۔

منجانب: ایم این اے سلفی (میڈیا سیل اسلام آباد)

استحکام پاکستان سیمینار

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ضلعی ناظم علامہ عنایت اللہ رحمانی نے کہا ہے کہ نظریہ پاکستان ہی بقاء پاکستان ہے۔ قرارداد پاکستان کے مقاصد کے مطابق ملک کی تقدیر بدلنے کے لیے اسلامی نظام کے نفاذ کو یقینی بنانا ہوگا۔ قوم ملکی استحکام لیے برسر پیکار افواج پاکستان کے شانہ بشانہ چلنے کے عزم کا آج کے دن اعادہ کرتی ہے اور ہم افواج پاکستان کی لازوال جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکزی جمعیت واہل حدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام یوم قرارداد پاکستان کے سلسلہ میں مرکز ابن قاسم بوسن روڈ میں منعقدہ سالانہ استحکام پاکستان سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے سٹی امیر مرکزی جمعیت حافظ عبدالحمید عابد، سٹی ناظم قاری عطاء اللہ عزیز نے کہا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس رنگ و نسل کے فرق سے بالاتر ہو کر اس عظیم ملک کے بارے میں سوچیں جو ہمارے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ ہمیں تاریخ اور قرارداد پاکستان سے سبق لینے کی ضرورت ہے۔ اہل حدیث یوتھ فورس جنوبی پنجاب کے جنرل سیکرٹری قاری ہدایت اللہ رحمانی، ضلعی صدر عبدالحئی اثری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں قرارداد پاکستان کی روشنی میں مملکت خداداد پاکستان کو پروان چڑھانے کیلئے انفرادی و اجتماعی طور پر ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کا شاہین بننا ہوگا۔ اس موقع پر حافظ صدیق حامد، قاری نزاکت، عمر جنگوانی، مولانا عزیز، حافظ طاہر محمود، محمد عبداللہ و دیگر نے بھی خطاب کیا۔

قاری سیف اللہ عابد کا دورہ ضلع راجن پور

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے نائب امیر اور ضلع خانیوال کے امیر قاری سیف اللہ عابد اور مولانا سید عبدالغفار شاہ عتیق ناظم ضلع خانیوال نے ضلع راجن پور کا دورہ کیا۔ جامعہ محمدیہ اہل حدیث جام پور میں بعد نماز عشاء قاری سیف اللہ عابد نے شان رسالت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ مولانا محمد یٰسین راہی امیر ضلع راجن پور اور حافظ عبدالرحمٰن سلفی ناظم ضلع راجن پور و دیگر احباب سے جماعتی امور پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ ضلع خانیوال اور راجن پور کے قائدین نے امیر محترم علامہ پروفیسر ساجد میر اور ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ناظم اعلیٰ کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جماعت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے۔ جمعہ کا خطبہ مرکزی جامع مسجد غرباء اہل حدیث میں قاری سیف اللہ عابد نے ارشاد فرمایا۔

منجانب: محمد اسماعیل ساجد نائب ناظم پنجاب

ماہانہ تبلیغی پروگرام

⊙ مرکزی جمعیت واہل حدیث یوتھ فورس تحصیل عارفوالہ ضلع پاکپتن بتاریخ 8 اپریل 2017ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء بمقام مرکز اہل حدیث جامعہ علوم اہل حدیث گلشن اقبال کالونی عارفوالہ مقرر: مولانا حافظ عبدالباسط شیخوپوری ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان۔

منجانب: محمد شکیل علوی ناظم مالیات ضلع پاکپتن

پیغام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث میانوالی کے زیر اہتمام 26 مارچ بروز اتوار بعد نماز ظہر مرکز امام احمد بن حنبلؒ تلہ گنگ روڈ میں پانچویں یک روزہ پیغام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت امیر ضلع مولانا شفیع اللہ سلفی نے کی۔ سید عبدالواجد شاہ نقوی نے پیغام مصطفیٰ اور مولانا بنیامین عابد (اوکاڑہ) نے علم کی فضیلت پر خطابات فرمائے۔ کانفرنس ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

منجانب: قاری عنایت اللہ ناظم تبلیغ میانوالی

اجلاس مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور کی کابینہ اور ٹاؤنز امراء وناظمین کا مشترکہ اجلاس میاں محمد افضل کی رہائش پر مؤرخہ 20 مارچ 2017ء بروز سوموار بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ شیخ محمد فیاض کی تلاوت قرآن سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ اجلاس کا یک نکاتی ایجنڈا ضلعی اہل حدیث کانفرنس بسلسلہ حرمت رسول کے بارے شرکاء سے آراء لی گئیں۔ ہاؤس کو بتایا گیا کہ کانفرنس کے لیے امیر محترم جناب پروفیسر علامہ ساجد میر صاحب حفظہ اللہ سے ۳۰ اپریل کا ٹائم ملا ہے اور ان کی مشاورت سے اس کا انعقاد مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں ہوگا۔ کانفرنس صبح 11:00 بجے شروع ہو کر نماز مغرب تک جاری رہے گی۔ کانفرنس کی کامیابی کے لیے پانچ کمیٹیوں کے علی الترتیب سربراہ مولانا محمد ارشد بیگم کوٹ، قاری حفیظ الرحمن عامر، حافظ اعظم خاں قاسم، قاری مشتاق فاروقی اور رانا عبدالوحید کو مقرر کیا گیا۔ تاہم قاری مشتاق فاروقی نے ذمہ داری لینے سے معذرت کر لی۔ قاری حفیظ الرحمن عامر نے زیر تعمیر اہل حدیث مساجد کی تعمیر میں رکاوٹوں کی طرف توجہ دلائی، اس پر ضلعی ناظم وامیر کے علاوہ ایک مساجد کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی کے اراکین میں قاری ممتاز حسین، قاری حفیظ الرحمن عامر، رانا عبدالوحید، قاری محمد افضل عزیزی اور مولانا شیخ فیاض شامل ہیں۔ میاں افضل نے پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا، پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی کی دعائے خیر کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

رپورٹ: حافظ اللہ دتہ طاہر، ناظم نشر واشاعت لاہور

سالانہ اجتماعی خطبہ جمعۃ المبارک

⊙ مرکزی جمعیت واہل حدیث یوتھ فورس حبیب آباد کے زیر اہتمام چوتھا سالانہ اجتماعی خطبہ جمعۃ المبارک زیر نگرانی امیر حبیب آباد ومولانا زبیر احمد مجاہد ریلوے گراؤنڈ بالمقابل حبیب بینک منعقد ہوا۔ جمعۃ المبارک حافظ مسعود عالم صاحب شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد نے ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ اسلام عدل وانصاف کا داعی ہے۔ اس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اللہ ایک ہے۔ تمام انسان برابر ہیں۔ اسلام نے سب سے پہلے خاندانی اور نسلی غرور کا خاتمہ کیا۔ اسلام نے انسانیت کو قانون عدل ومساوات کی طرف بلایا اور اس کی صحابہ کرام اولیاء اللہ نے بے شمار عملی مثالیں امت کے لیے بطور نمونہ چھوڑی ہیں جس پر ایک اچھے معاشرے کا انحصار ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہترین نظام زندگی وہ ہے جو تضادات اور ہر عیب سے پاک ہو اور وہ نظام اسلام کا نظام ہے۔

منجانب: حبیب الرحمن یزدانی، ناظم حبیب آباد

پاکستانی حج آپریشنز میں کامیابی کا سہرا نجی شعبے کے سر ہے

⊙ سعودی عرب کے وزیر حج صالح بن طاہر نے کہا ہے کہ پاکستان کے کامیاب حج آپریشنز کا سہرا پرائیویٹ حج آپریٹرز کے سر ہے۔ اس سال بھی 742 پاکستانی نجی حج کمپنیاں ہی حج 2017 کے آپریشن میں حصہ لیں گی۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے حج آرگنائزرز ایسوسی ایشن کے مرکزی راہنما حافظ شفیق کاشف کے ساتھ ٹیلی فون پر گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی نجی کمپنیوں کے متعلق سعودی مرکز شکایات کو کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی اسی لیے حاجیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر نجی شعبے کا کردار اور بھی اہم ہوگیا ہے۔ لہٰذا سعودی عرب میں نجی شعبے کو مزید سہولتیں دیں گے اور ان کے مسائل ترجیحی بنیادوں پر حل کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ای ویزا (Electronic Visa) کے اجراء سے زائرین حج وعمرہ کو خدمات فراہم کرنے میں آسانی ہوگی۔ صالح بن طاہر نے کہا کہ حرمین شریفین کی توسیع کی وجہ سے حج کوٹہ میں سعودی عرب میں مقیم لوگوں کے لیے 50 فی صد اور غیر ملکی زائرین کے لیے 20 فی صد کمی کی گئی تھی جو اس سال بحال کر دی گئی ہے لہٰذا نجی شعبہ رمضان المبارک سے پہلے اپنے انتظامات سعودی عرب میں مکمل کرے گا۔ حافظ شفیق کاشف نے یقین دلایا کہ پاکستانی نجی شعبہ حسب سابق اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گا اور پاکستان اور سعودی عرب کی ہدایات کے مطابق حج 2017 میں بھی بہترین انتظامات کیے جائیں گے۔ یاد رہے کہ اس سال پاکستان سے ایک لاکھ اسی ہزار عازمین حج فریضہ حج کی سعادت حاصل کریں گے۔

رپورٹ ماہانہ اجلاس

⊙ 22 مارچ 2017ء بروز بدھ بعد نماز عصر مرکز منہاج الاسلام اہل حدیث نہر کنارہ سٹی رحیم یار خان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل رحیم یار خاں کی کابینہ کا ماہانہ اجلاس زیر امارت تحصیل امیر مرزا افتخار بیگ منعقد ہوا۔ تلاوت قاری غلام سرور نے کی اور صاحبزادہ ثناء اللہ قصوری نے سابقہ اجلاس کی رپورٹ پیش کی جس کی ہاؤس نے توثیق کی۔ ایجنڈا کے مطابق ملکی حالات اور ہماری ذمہ داری پر گفتگو کرتے ہوئے مرزا احسان بیگ نے کہا کہ دہشتگردوں کی طرف سے مذہبی رہنماؤں اور عوام کو میسج آتے ہیں جن کی وجہ سے ایجنسیاں گرفتار کر لیتی ہیں اور پریشانی کا سامنا ہوتا ہے۔ اپنی سیفٹی کے لیے یہ میسج ڈیلیٹ نہ کریں بلکہ 15 پر یا متعلقہ تھانے کو مطلع کریں۔ حکیم اختر سلفی، مرزا افتخار بیگ، مولانا عبدالصواب ودیگر نے اپنی آراء پیش کیں۔ تقاضا کے مطابق ملکی دفاع کے لیے ہم تمام اداروں سے تعاون کریں گے ان شاء اللہ۔ ہم مرکز 106 راوی روڈ کی پالیسیوں کے ساتھ مکمل اتفاق کرتے ہیں۔ جماعت کے خلاف کسی سازش کا حصہ نہیں بنیں گے۔ قائد ملت اسلامیہ پروفیسر علامہ ساجد میر کی امارت پر اعتماد کیا گیا۔ جماعتی زندگی کے بارہ میں تحصیل ناظم ثناء اللہ شاہد قصوری نے شرکاء کو بریفنگ دی اور بتایا کہ کامیاب زندگی کے لیے جماعت کے ساتھ تعلق بڑھانا ہو گا۔ جماعتی وابستگی سے جماعت آپ کے دکھ سکھ میں شریک رہتی ہے، ہم ایک امیر کی امارت میں کام کریں اور اللہ راضی ہو گا۔ تمام شرکاء کو ہفت روزہ اہل حدیث اپنے نام جاری کروانے پر زور دیا گیا۔ بیت المال کو مضبوط کرنے کے لیے تعاون کریں۔ پیغام T.V کی نشریات زیادہ سے زیادہ احباب میں متعارف کروائیں۔ تبلیغ کے لیے ہر ساتھی اپنا کردار ادا کرے۔ شعبہ خدمت خلق کو فعال کرنا جماعتی وقار کا سبب ہے۔ حافظ احسان الحق اسد کی والدہ محترمہ کی وفات پر اظہار تعزیت کیا گیا، بلندی درجات اور مغفرت کے لیے حافظ احسان نے دعا کی۔ دعا کے ساتھ اجلاس برخواست ہوا۔ مرکز منہاج الاسلام کی طرف سے شرکاء کی ضیافت کی گئی۔

صاحبزادہ قاری ثناء اللہ شاہد قصوری ناظم تحصیل رحیم یار خاں

محمد رسول اللہ ﷺ کانفرنس میاں چنوں

⊙ زیر صدارت مفتی عبدالستار الحماد بتاریخ 13 اپریل بروز سوموار چک نمبر 109/12L چیچہ وطنی مہمان خصوصی پروفیسر حافظ عبدالستار حامد امیر پنجاب، مولانا محمد یوسف پسروری، قاری لیٰسین بلوچ، مولانا عبدالمنان راسخ، مولانا محمد ناصر مدنی

منجانب: قاری عمر فاروق شاکر، ضلع ساہیوال

درس قرآن

⊙ جامع مسجد محمدی اہل حدیث چک نمبر ۱۱۲ علی آباد تحصیل سانگلہ ہل ضلع ننکانہ میں مولانا قاری شفیق الرحمن نے حرمت رسول ﷺ کے موضوع پر درس قرآن ارشاد فرمایا۔ انہوں نے سوشل میڈیا پر نام نہاد بلاگرز کی طرف سے توہین رسالت جیسے گھناؤنے فعل پر ان کی شدید مذمت کی اور انہیں گرفتار کر کے عبرتناک سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ سامعین نے حرمت رسول ﷺ پر تن من دھن قربان کرنے کے عزم کا اعادہ کیا۔

منجانب: عبدالغفور واہلیہ چک ہذا

تبلیغی وتنظیمی دورہ

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع سیالکوٹ کے ناظم اور ممبر امن کمیٹی مولانا مفتی کفایت اللہ شاکر نے اپنے رفقاء کرام مولانا سیف الرحمٰن عاصم' مولانا محمد یوسف راشد' مولانا عبدالغنی محمدی اور مولانا مزمل الدین کے ہمراہ دوروزہ دورہ پر ساہیوال پہنچے' انہوں نے دادفتیانہ میں سنابل ایجوکیشن کے چیئرمین اور ضلعی امیر حافظ محمد ظفر اللہ خاں کی تیمار داری کرتے ہوئے مکمل صحت یابی اور درازیٔ عمر کی دعا کی' پھر چیچہ وطنی میں پریس کلب میں صحافیوں سے اظہار خیال کیا' یہاں سے قاری محمد اکرم ربانی ضلعی جنرل سیکرٹری اہل حدیث یوتھ فورس ساہیوال کے ہمراہ نواحی گاؤں 54/12L کی جامع مسجد الحمد اہل حدیث میں سیرت خاتم النبیین ﷺ کانفرنس میں خصوصی خطاب کیا' کانفرنس سے مولانا طلحہ الطاف' قاری محمد اکرم ربانی' مولانا سیف الرحمٰن عاصم' مولانا محمد یوسف راشد' مولانا عبدالغنی محمدی اور مولانا مزمل الدین نے بھی خطاب کیا۔ اوکاڑہ میں مولانا عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث کی تیمارداری کی اور ضلعی امیر مولانا عبدالسمیع سے ملاقات کے بعد رینالہ خورد میں مولانا محمد اقبال قصوری کی مزاج پرسی کی اور ان کی مکمل صحت یابی کے لیے خصوصی دعا کی۔

پریس سیکرٹری مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع سیالکوٹ

علمی مسابقہ انوار نبوت کے خزینے

⊙ مرکز اہل حدیث کسووال کے زیر اہتمام گیارھواں تحریری علمی مسابقہ ''انوار نبوت کے خزینے'' کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ شرکاء مقابلہ کو بذریعہ قرعہ اندازی 2 عمرہ ٹکٹ' 3 موٹر سائیکل' 10 مترجم صحاح ستہ کے سیٹ کے علاوہ بیش قیمت انعامات سے نوازا جائے گا۔ 60 سوالات پر مشتمل سوال نامہ حاصل کرنے کے لیے اپنا پوسٹل ایڈریس اس نمبر 03347483980 پر بھیج دیں یا پھر سوال نامہ اس ایڈریس www.hafizazizurrehman سے ڈاؤن لوڈ بھی کیا جا سکتا ہے۔ سوال نامہ حل کر کے بھیجنے کی آخری تاریخ 25 جون ہے۔

حافظ عزیز الرحمٰن سلفی خادم مرکز اہل حدیث کسووال

۷ واں ماہانہ درس قرآن وحدیث

⊙ مورخہ ۲۲ اپریل ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء بمقام جامع مسجد اللہ دتہ اہل حدیث ومدرسہ تعلیم القرآن 65/FB روڈ محلہ مظفر آباد عارف والا ضلع پاکپتن میں مولانا قاری محمد یٰسین بلوچ خطیب پتوکی ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ!

منجانب: قاری محمد یٰسین یزدانی ناظم جامع ہذا

ماہانہ اجلاس

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث حلقہ تھانہ تتلے عالی کا ماہانہ اجلاس 26 فروری بروز اتوار بعد نماز ظہر جامع مسجد مبارک اہل حدیث نوشہرہ روڈ تتلے عالی میں امیر حلقہ مولانا سید محمد بلال طاہر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں پروفیسر سید جعفر حسین سلفی اور مولانا محمد اسماعیل مجاہد نے جماعتی نظم کے حوالے سے گفتگو کی۔ آخر میں امیر حلقہ مولانا سید محمد بلال طاہر نے جماعتی صورت حال سے علماء کو آگاہ کیا اور امیر محترم علامہ پروفیسر ساجد میر اور ناظم اعلیٰ حافظ عبدالکریم کی جماعتی خدمات کو سراہا اور جو لوگ مرکزی قیادت کے بارے میں الزام تراشی کرتے ہیں ان کی مذمت کی گئی۔ آخر میں آٹھ تبلیغی پروگرام تشکیل دیے گئے۔

منجانب: قاری نعیم احمد ناظم حلقہ تھانہ تتلے عالی' گوجرانوالہ

ضرورت رشتہ

⊙ ایک لڑکی مطلقہ عمر تقریباً 25 سال۔ تعلیم: درس نظامی' ایم اے وفاق المدارس السلفیہ' سید فیملی کے لیے برسر روزگار دینی ودنیاوی تعلیم سے آراستہ ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: (مولانا) تنویر احمد فاروقی کامونکی

0348-4262384 - 037-7252483

عظمت اسلام سیمینار

⊙ ۲۶ فروری ۲۰۱۷ء بروز اتوار دن ۱۱ بجے مرکزی جمعیت واہل حدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام زیر تعمیر مرکز سعود الشریم اڈا ۳۳۱ ساہیوال روڈ عارفوالہ میں پہلا عظمت اسلام سیمینار منعقد ہوا جس میں حافظ عبدالعزیز ربانی' مولانا ساجد الرحمٰن ایم اے' مولانا محمد نواز چیمہ (گوجرانوالہ) نے خطابات کیے۔ سیمینار نہایت کامیاب رہا۔
منجانب: قاری بلال شاد' مرکز سعود الشریم عارفوالہ

ماہانہ درس قرآن

⊙ 17 اپریل 2017ء بروز سوموار بعد نماز مغرب دار العلوم تقویۃ الاسلام ''مدرسہ غزنویہ'' شیش محل روڈ لاہور میں مولانا پروفیسر حافظ ثناء اللہ خاں (پونچھ روڈ لاہور) درس قرآن ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ!
الداعی: سید جنید غزنوی' مہتمم دار العلوم

خطبہ جمعۃ المبارک

⊙ اہل حدیث یوتھ فورس چک پنڈی ضلع گجرات کے زیر اہتمام 24 مارچ 2017ء کا خطبہ جمعہ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چک پنڈی میں مولانا قاری عبید اللہ احسن خطیب کھڈیاں ضلع قصور نے اخلاق رسول ﷺ کے عنوان پر پڑھایا۔
منجانب: قاری عبدالغفار صدیقی' خطیب مسجد ہذا

انا للہ وانا الیہ راجعون!

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل رینالہ خورد کے امیر مولانا محمد عبداللہ قاسم کی والدہ محترمہ 12 مارچ 2017ء کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ نیک سیرت اور صالحہ خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ میں علماء کرام اور ہر طبقہ فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!
شریک غم: محمد یونس عتیق' ناظم تحصیل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ

⊙ قاری عبدالجبار مجاہد (حبیب آباد) کے والد گرامی حاجی محمد ابراہیم کمبوہ بانی مسجد اقصیٰ اہل حدیث کرم آباد قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم کی نماز جنازہ پروفیسر عبدالرحمٰن محسن نے پڑھائی اور نماز جنازہ میں جماعتی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔
شریک غم: حاجی محمد یحییٰ کمبوہ کرم آباد ضلع قصور

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے اہم اعلان

بارہ کتابیں مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے مندرجہ ذیل بارہ کتابیں مفت زیر تقسیم ہیں۔

- پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتیں
- خواتین سے متعلقہ مخصوص احکام ومسائل
- اصلاحِ عقیدہ کتاب وسنت کی روشنی میں
- ارکانِ اسلام کتاب وسنت کی روشنی میں
- طریقہ طہارت وصلوٰۃ کتاب وسنت کی روشنی میں
- آدابِ نماز اور خشوع وخضوع کی اہمیت
- تعارف اہل حدیث!
- استخارہ کے احکام ومسائل
- بدعت کی حقیقت!
- دَم ذریعہ علاج!
- احکام ومسائل رمضان المبارک
- مسائل زکوٰۃ قرآن وسنت کی روشنی میں

خواہشمند حضرات مبلغ پچاس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت منگوائیں:

اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل سات اشتہارات کا مدلل فور کلر اور خوبصورت مکمل سیٹ زیر تقسیم ہے۔ تمام مساجد کے منتظمین حضرات مفت منگوائیں اور فریم کروا کر مساجد میں آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ **نوٹ** فریم کروا کر آویزاں کرنے کا وعدہ آنا ضروری ہے۔

محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور، پنجاب، پاکستان 0333-8556473

یا حی · بسم اللہ الرحمن الرحیم · یا قیوم

بمقام

جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بورے والا

تقریب تکمیل صحیح بخاری شریف

10 اپریل 2017 بروز سوموار بعد نماز عشاء

زیر صدارت: فضیلۃ الشیخ محترم جناب حضرت مولانا حافظ غلام اللہ المحمدی حفظہ اللہ — امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث

درس بخاری شریف

حضرت مولانا محدث العصر عبداللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ آف کراچی

ارشاد فرمائیں گے

خصوصی خطاب: پروفیسر ڈاکٹر حضرت مولانا عبدالرحمن محسن صاحب حفظہ اللہ — مدیر جامعہ کمالیہ راجووال

خصوصی خطاب: الشیخ حضرت مولانا عبدالمنان راسخ صاحب حفظہ اللہ — آف فیصل آباد

طلباء بخاری کلاس

- مولانا حافظ عبداللہ مقبول — ولد مقبول احمد الہ آباد کالونی بورے والا
- مولانا نعیم شوکت — ولد شوکت علی
- مولانا محمد ارشاد تبسم — ولد عبدالرشید 134/E.B
- قاری حبیب الرحمن — 175/9-L
- مولانا علی حیدر — ولد عبدالرشید 275/E.B
- مولانا معین الاسلام — ولد محمد امین چوہان 521/E.B

طالبات بخاری کلاس

- بنت حاجی نذیر احمد — 511/E.B
- بنت بشیر احمد — 62/12-L
- بنت محمد اقبال — 511/E.B
- بنت محمد طارق
- بنت نصیر احمد — 305/E.B
- بنت حشمت علی — 124/E.B
- بنت منظور احمد — 301/E.B
- بنت ڈاکٹر بشیر احمد — 124/E.B
- بنت محمد امین — 319/E.B
- بنت ریاض احمد چوہان — 509/E.B
- بنت ڈاکٹر محمد سلیم — 301/E.B
- بنت عبدالجبار
- بنت ابودجانہ خورشید احمد — 60/12-L
- بنت مقبول احمد

اساتذہ کرام جامعہ ہذا

- حضرت مولانا محمد اسماعیل بلوچ
- عبدالحمید عادل
- ابوذر مبشر
- عمر فاروق
- محمد شعیب
- محمد عثمان طارق
- قاری حبیب الرحمن
- محمد شاہد لطیف
- حافظ عبدالسمیع
- قاری عبدالرحمن ساجد
- دلشاد احمد
- محمد عباس
- ماسٹر محمد افضل

مہمانان گرامی

- حضرت مولانا محمد حسین
- عبدالرشید ضیاء
- مسعود اظہر
- حضرت مولانا محمد یوسف — 149/E.B
- حضرت مولانا ساجد الرحمن
- طاہر تنویر
- حضرت مولانا عبدالمنان
- حضرت مولانا محمد انور بلوچ
- سید محمد ارشد شاہ
- عبدالشکور ساجد
- حضرت مولانا عبداللہ شعبان — 149/E.B

الداعی الی القرآن والسنۃ — خادم حافظ محمد بلال ثاقب — جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بورے والا

رابطہ نمبرز: 0300-8282509

Weekly AHL- E - HADITH
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
CPL No 116
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith 042-37720257
Paigham T.V: 042-37722876